

قیامِ تعظیمی

حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابو صالح مفتی

تصنیف لطیف

محمد فیض احمد اویسی رضوی



Vist Uwaisi Books

www.fazhmedowaisi.com

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى نَبِيِّنَا الرَّحِيمِ

ابا بعد! ہم اہلسنت اپنے پیروں مرشدوں، استادوں، ماں باپ و دیگر نیک لوگوں علماؤں حافظوں کے آگے تعظیماً کھڑے ہو جاتے ہیں ان کے سامنے

سر بجا کر کے دوزانوں بہیات التحیات بیٹھتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ اسے دیوبندی وہابی وغیرہ شرک کہتے ہیں۔

فقیر اس کے متعلق احادیث مبارکہ سے طریقہ صحابہ ثابت کرتا ہے تاکہ کسی کو خلس نہ رہے۔

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ الْكَرِيمِ، وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى حَبِيبِهِ الْكَرِيمِ، وَعَلَى آلِهِ، وَأُحْيَا بِهِ جُنْدَهُ الْعَظِيمَ

الفقير القادري ابو العالم محمد فيض احمد اولىسى رضوى غفر له

۲۸ ربیع الآخر ۱۴۰۹ھ ۱۰ ستمبر ۱۹۸۸ء بروز جمعہ مبارک

بہاولپور پاکستان

مقدمہ

بندگانِ خدا اور محبوبانِ کبریا (انتہائی بزرگی والے) کی تعظیم اور ان کا ادب عین (بالکل) منشاءِ ایزدی (اللہ تعالیٰ کی مرضی) ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کرام (عزت والے فرشتے) کو آدم علیہ السلام کے لیے سجدہ کا حکم فرمایا۔ اس کا انکار سب سے پہلے ابلیس نے کیا تو ملعون (اللہ کی لعنت کا سزاوار) ہوا۔ اسی لیے اب اگر کوئی محبوبِ خدا کی تعظیم کا منکر ہے تو ابلیس کا چیلہ (پیروکار) ہے۔

ہاں، اگر تعظیم و ادب میں عبادت کا ارادہ ہو تو مشرک ہے۔ عبادت کے معنی ہیں: کسی کو وجود (خود مختار اور ذاتی طور پر موجود) سمجھتے ہوئے اس کی تعظیم بجالانا اور اس کے سامنے اپنی عاجزی و خشوع و خضوع (دل کی عاجزی) کو پیش کرنا۔ یہ غیر خدا کے لیے شرک ہے اور عبادت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے، نہ کہ تعظیم۔ اس لیے کہ کسی کا ادب و تعظیم بجالانا اور اس کو معبود نہ سمجھنا یہ جائز ہے بلکہ کہیں کہیں فرض و واجب ہے۔ یہ نہ عبادت ہے اور نہ شرک، جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اور جملہ انبیاء علیہم السلام، اور صحابہ کرام، اور ان کے منسوبات (وابستہ چیزیں)، اور کعبہ معظمہ، اور حجر اسود، مقام ابراہیم، صفا و مروہ، ماں باپ، استاد، مرشد، علما، اور صالحائے امت وغیرہ وغیرہ کا ادب و تعظیم و اکرام۔

(۲) کسی کو معظم سمجھنا اور اس کی تعظیم و تکریم کرنے کا اللہ نے خود حکم دیا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے فرمایا:

ترجمہ: انہوں نے اس کی تعظیم اور مدد کی۔

الف: وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ (پ 9، الأعراف: 157)

ترجمہ: رسول کریم کی تعظیم و توقیر بجالاؤ۔

ب: وَتَعَزَّرُوهُ وَتَوَقَّرُوهُ (پ 26، الفتح: 9)

اور حضرات ملائکہ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے متعلق ارشاد الہی ہے:

ترجمہ: وہ مکرم بندے ہیں۔

ج: عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ (الانبیاء: 27)

د: إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ (پ 26، الحجرات: 13)

ترجمہ: بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ان میں زیادہ پرہیزگار ہے۔

شعائر اسلام کے لیے خدا تعالیٰ فرماتا ہے: **وَمَنْ يُعْظَمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ (پ 17، الحج: 32)**

ترجمہ: اور جو اللہ کے نشانوں کی تعظیم کرنے پر بیشک وہ قلوب کا تقویٰ ہے۔

ج: وَمَنْ يُعْظَمْ حُرْمَتِ اللَّهِ (پ 17، الحج: 30) **ترجمہ:** اور جو اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرے۔

حدیث شریف: حضور بنی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: **مَنْ لَمْ يُوقِّرْ كَبِيرَنَا⁽¹⁾ (مشکوٰۃ)**

یعنی جو بڑے کی تعظیم و توقیر نہ کرے وہ ہماری جماعت سے نہیں۔

یہ تمام چیزیں غیر خدا ہیں اور مُسْتَحَقِّ تعظیم (یعنی احترام و ادب کے قابل) ہیں۔ قرآن کریم اور حدیث میں ان کے مُعْظَّم ہونے کا ذکر ہے۔ ثابت ہوا کہ عبادت اور ہے، اور تعظیم اور۔ اور غیر خدا کی تعظیم و تکریم جائز ہے۔ مسلمان مُعْظَّمین (یعنی جن کی بزرگی مانی جاتی ہے) حضرات کو صرف مُعْظَّم سمجھتا ہے اور تعظیم بجالاتا ہے، اور مَعْبُود نہیں جانتا اور نہ ہی جاننا چاہیے معبود تو صرف ایک ہی ہے **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** یعنی اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

امت کے غمگسار نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدیوں پہلے یہ قاعدہ سمجھایا کہ اعمال و افعال کا دار و مدار نیت پر ہے ہمارے مسائل کا اکثر تعلق

نیت پر ہے مثلاً:

۱۔ محبوبانِ خدا کے لیے کھڑا ہو جانا۔ ۲۔ ادب سے جھکنا۔ ۳۔ ادب سے بیٹھنا۔ ۴۔ ہاتھ باندھنا وغیرہ۔

یہ سب تعظیم کے افعال ہیں یہ افعال کسی کے لیے معبود سمجھ کر ادا کئے جائیں تو عبادت کہلائیں گے ورنہ صرف تعظیم۔

ازالہ وہم: ہاں، ان چیزوں میں سے بعض وہ چیزیں بھی ہیں جن کے ساتھ غیر خدا کی تعظیم (احترام، ادب) بجالانا شریعتِ محمدیہ (اسلامی قانون) میں حرام ہے۔ جیسے کوئی تعظیم کے لیے حد رکوع (جھکنے کی وہ حالت جو نماز میں رکوع کے وقت ہوتی ہے) تک جھکے یا سجدہ کرے۔ اگر کوئی ایسا کرے گا تو گناہگار ہوگا، اگرچہ مشرک نہ ہوگا، اس لیے کہ شرک بغیر معبود سمجھے، نہیں ہو سکتا۔

اور ان میں بعض چیزیں وہ ہیں جن کے ساتھ غیر خدا کی تعظیم و تکریم میں ثواب ہے، جیسے تعظیم کے لیے کھڑا ہونا۔ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رؤوسان (سر دار، بڑے لوگ) حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے لیے کھڑے ہونے کا حکم فرمایا⁽²⁾، اور حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے کھڑی ہو جاتی تھیں، اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہما کے لیے۔⁽³⁾ (مشکوٰۃ شریف) (تفصیل آئینگی انشاء اللہ)

عبادت و تعظیم کی مثالیں: اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت اور تعظیم کے لیے کئی طریقے مقرر فرمائے ہیں۔ نماز، روزہ، حج، یہ سب خدا کی عبادتیں ہیں۔ ان میں نماز بہت سے افعال (کاموں) پر مشتمل ہے جو تعظیم ظاہر کرتے ہیں۔ اس میں قیام (کھڑا ہونا) بھی ہے، رکوع و سجود (جھکنا اور سجدہ کرنا) بھی ہے، قعود (بیٹھنا) بھی ہے، ہاتھ کا باندھنا بھی ہے۔ یہ سب تعظیمیں خدا کو معبود (جس کی عبادت کی جائے) سمجھ کر ادا کی جاتی ہیں، اسی لیے نماز کو عبادت کہتے ہیں۔

(1) مشکاة المصابیح، کتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة، الفصل الثانی، 1387/3، رقم الحدیث 4970، المکتب الاسلامی بیروت، الطبعة الثالثة، 1985.

(2) مشکاة المصابیح، کتاب الآداب، باب القیام، الفصل الأول، 1331/3، رقم الحدیث 4695، المکتب الاسلامی بیروت، الطبعة الثالثة، 1985.

(3) مشکاة المصابیح، کتاب الآداب، باب المصافحة والمعاينة، الفصل الثانی، 1329/3، رقم الحدیث 4689، المکتب الاسلامی بیروت، الطبعة الثالثة، 1985.

لیکن ان میں سے بعض امور اگر بندگانِ خدا (اللہ کے نیک بندوں) کے لیے ہوں تو یہ شرک نہیں بلکہ عین اسلام ہے، بلکہ ان کا منکر (انکار کرنے والا) ملحد (دین کا منکر) اور بے دین ہے۔

(۱) تعظیماً کھڑا ہونا۔ (۲) سر جھکانا اور آنکھیں نیچی رکھنا۔ (۳) التحیات کی ہیئت (شکل و صورت) میں دست بستہ (ہاتھ باندھ کر) بیٹھنا دست بستہ کھڑا ہونا۔ (۵) ہاتھ پاؤں چومنا (۶) محبوبانِ خدا کی منسوبات (وابستہ چیزوں) کی تعظیم اور چومنا وغیرہ وغیرہ۔ خلاصہ یہ کہ محبوبانِ خدا کی تعظیم شرک تب ہے جب انہیں معبود سمجھا جائے۔ اور بفضلہ (اللہ کے فضل سے) کوئی سنی مسلمان دنیا بھر میں ایسا نہ ملے گا۔

البتہ محبوبانِ خدا کی تعظیم کا پہلا منکر (انکار کرنے والا) اہلسنی ہے اور وہ تاحال (اب تک) اسی عقیدہ پر ڈٹا ہوا ہے، بلکہ اپنے اس مشن پر بہت سے مذہبی بہر و پیوں (بھیس بدلنے والوں) کو لگا رکھا ہے جو قرآن و حدیث کے غلط مطالب (معانی) بیان کر کے مسلمانوں کو شرک و بدعت کا ڈر سناتے ہیں۔ لیکن اسے یہ بھی یقین ہے کہ غلامانِ مصطفیٰ ﷺ اس کی تمام کارروائیاں ملیا میٹ (بالکل ختم) کر دیں گے۔

الحمد للہ! علمائے اہل سنت نے اہلسنی کے چیلوں کے غلط دلائل کا پورا محاسبہ (جواب) کیا ہے، کر رہے ہیں، اور کرتے رہیں گے۔

فقیر کا رسالہ انہی کے فیوض و برکات (روحانی برکتوں) کا ایک نمونہ حاضر ہے۔

آغازِ سخن: فقیر تعظیمی امور بالخصوص قیام قعود اور سر جھکانا و دوزانو بیٹھنا ہاتھ باندھ کر کسی کے سامنے کھڑا ہونا وغیرہ کا عرض کرتا ہے۔

احادیثِ مبارکہ: سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ، إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ، شَدِيدُ سَوَادِ الشَّعْرِ، لَا يُدْرِي عَلَيْهِ أَكْثَرُ السَّفَرِ، وَلَا يَعْرِفُهُ مِنَّا أَحَدٌ، حَتَّى جَلَسَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ إِلَى رُكْبَتَيْهِ، وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلَى فَخْذَيْهِ، إِلَى آخِرِهِ. (بخاری و مسلم و مشکوٰۃ ص ۱۱) (۴)

یعنی ایک روز ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ اچانک ایک شخص آیا جس کے کپڑے نہایت سفید اور بال نہایت سیاہ تھے اس پر سفر وغیرہ کا کوئی اثر نہ تھا ہم میں سے کسی نے اس کو نہ پہچانا یہاں تک کہ وہ اپنے دونوں گھٹنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنوں کی طرف ٹیک کر بیٹھ گیا اور اپنے دونوں ہاتھ اپنی رانوں پر رکھ لیے یعنی بصورت التحیات بیٹھ گیا۔

حضرت عمر نے فرمایا کہ اس نے چند سوالات کیے اور آپ نے ان کے جوابات دئے جب وہ چلا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ جبریل امین تھے جو تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔

فوائد: (۱) جبریل امین جیسے مقرب اور برگزیدہ فرشتہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں دوزانو بیٹھ کر امتِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والتنا کو یہ تعلیم فرمادی کہ کسی برگزیدہ خدا کے حضور دوزانو بیٹھنا جائز ہے یہ عبادت نہیں بلکہ ادب و تعظیم ہے ورنہ کہنا پڑے گا کہ جبریل امین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کر کے شرک کیا تھا۔ (معاذ اللہ)

(۲) اسی ہیئت کے ساتھ اللہ کی بارگاہ میں بیٹھنا عبادت ہے اور انبیاء اولیاء کے حضور بیٹھنا ادب و تعظیم ہے ہیئت ایک ہے مگر عبادت اور تعظیم میں فرق کرنے والی نیت ہے۔

(۳) جبریل علیہ السلام اس وقت بشری لباس میں تھے اور آئے تھے دین سیکھانے جیسے: حدیث شریف کے الفاظ ہیں: **يُعَلِّمُكُمْ دِينَكُمْ** ^(۵) یعنی تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔

معلوم ہوا کہ دین ادب اور تعظیم کا نام ہے اور وہی کیا جو بزرگوں کی تعظیم میں ہمیں نصیب ہے۔

(۴) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کہ جب (حضور ﷺ) بنو قریظہ (یہود مدینہ) کا پچیس روز تک محاصرہ کیا تو وہ حضرت سعد بن معاذ کے فیصلے پر آمادہ ہو گئے کیونکہ حضرت سعد ان کے حلیف تھے ان کا خیال تھا کہ وہ ہماری رعایت کرتے ہوئے ہماری خلاصی کی کوشش کریں گے، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد کو بلا بھیجا،

فَجَاءَ عَلَى حِمَارٍ، فَلَمَّا دَنَا مِنَ الْمَسْجِدِ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْأَنْصَارِ: قُومُوا إِلَى سَيِّدِكُمْ ^(۶)

(بخاری و مسلم و مشکوٰۃ ص ۴۰۲)

یعنی تو وہ گدھے پر سوار ہو کر آئے جب وہ مسجد کے قریب پہنچے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے فرمایا کہ اپنے سردار کیلئے کھڑے ہو جاؤ۔

فوائد: اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود حکم دیا کہ اپنے سردار کے لیے کھڑے ہوئے۔

سوال: چونکہ حضرت سعد بیمار تھے ان کی پنڈلی میں زخم تھا وہ خود گدھے سے اتر نہیں سکتے تھے اسی واسطے آپ نے ان کو حکم دیا کہ اٹھو اور ان کو تارو۔

جواب: اگر بیمار تھے تو انہیں گدھے سے اتارنے کے لیے ایک، دو آدمی کافی تھے ساری قوم کو حکم دینے کی کیا ضرورت تھی اور پھر حدیث کے الفاظ **إِلَى سَيِّدِكُمْ** معلوم ہوتا ہے کہ یہ قیام محض سرداری کی وجہ سے کرایا گیا تھا کہ بیماری کی وجہ سے اور چونکہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ انصار کے سردار تھے اسی لیے خصوصاً سعد کو حکم دیا۔

(۱) **مَحْيِ السُّنَّةَ** امام نووی اسی حدیث کے تحت فرماتے ہیں:

فِيهِ إِكْرَامُ أَهْلِ الْفَضْلِ، وَتَلَقِّيهِمْ بِالْقِيَامِ لَهُمْ إِذَا أَقْبَلُوا، وَاحْتِجَّ بِهِ الْجُمْهُورُ ^(۷) (حاشیہ مشکوٰۃ ص ۳۴۴)

یعنی اس میں اہل فضل کے ملنے کے وقت اکرام اور ان کے لیے قیام کرنے کی روشن دلیل ہے اور جمہور نے اس سے استدلال کیا ہے۔

(۲) سیدنا شاہ عبدالحق دہلوی اسی حدیث کے تحت علامہ طیبی سے نقل کرتے ہیں:

(۵) صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب بیان الإیمان والإسلام إلخ، 36/1، رقم الحديث 8، مطبعة عيسى البائي الحلبي وشركاه القاهرة، 1374 هـ 1955 م.

(۶) صحیح البخاری، کتاب الجہاد والسير، باب إذا نزل العدو على حكم رجل، 1107/3، رقم الحديث 2878، دار ابن كثير دمشق، الطبعة الخامسة، 1414 هـ 1993 م.

صحیح مسلم، کتاب الجہاد والسير، باب جواز قتال من نقض العهد إلخ، 1388/3، رقم الحديث 1768، مطبعة عيسى البائي الحلبي وشركاه القاهرة، 1374 هـ 1955 م.

مشكاة المصابيح، کتاب الآداب، باب القیام، الفصل الأول، 1331/3، رقم الحديث 4695، المكتب الإسلامي بیروت، الطبعة الثالثة، 1985.

(۷) المنهاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج، کتاب الجہاد والسير، باب جواز قتال من نقض العهد إلخ، 93/12، دار إحياء التراث العربي بیروت، الطبعة الثانية، 1392.

اجتماع کردہ اند جماہیر علما باین حدیث براکرام اہل فضل از علم با صلاح با شرف بقیام امام محی السنہ محی الدین نووی
 گفته کہ این قیام برای فضل را وقت قدوم آوردن ایشان مستحب است و احادیث دریں باب وارد یافته و در نہی ازاں صریحا
 چیزے صحیح نہ شدہ۔⁽⁸⁾ (اشعۃ اللمعات)

یعنی اس حدیث سے اہل علم و فضل و مشرف کے اکرام اور ان کے لیے قیام کرنے پر جمہور علماء کا اتفاق و اجماع ہے محی السنہ میں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے
 فرمایا کہ اہل فضل لوگوں کی تشریف آوری کے وقت یہ قیام کرنا مستحب ہے اس کی تائید میں تو احادیث آئی ہیں مگر اس کی ممانعت میں صراحت کوئی حدیث
 نہیں ہے۔

(۳) حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضرت فاطمہ جب آپ کے پاس تشریف لائیں تو: قَامَ إِلَيْهَا، فَأَخَذَ بِيَدِهَا، فَقَبَّلَهَا، وَأَجْلَسَهَا فِي مَجْلِسِهِ، وَكَانَ
 إِذَا دَخَلَتْ عَلَيْهِ، قَامَ إِلَيْهَا، فَأَخَذَتْ بِيَدِهِ، فَقَبَّلَتْهُ، وَأَجْلَسَتْهُ فِي مَجْلِسِهَا۔⁽⁹⁾ (مشکوٰۃ ص ۴۰۲)

یعنی آپ ان کے لیے کھڑے ہو جاتے اور ان کے ہاتھ کو چومتے اور اپنی جگہ پر بٹھانے اور جب آپ ان کے پاس تشریف لیجاتے تو وہ آپ کے لیے کھڑی ہو
 جاتیں اور آپ کے ہاتھ کو چومتیں اور اپنی جگہ پر بٹھاتیں۔

فائدہ: ثابت ہوا کہ اگر کوئی بڑا چھوٹے پر شفقت فرماتے ہوئے اور چھوٹا بڑے کی تعظیم کرتے ہوئے کھڑا ہو جائے تو یہ جائز ہے اور یہ حضور صلی اللہ علیہ
 وسلم سے ثابت ہے۔

(۴) حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ مسجد میں بیٹھ کر باتیں کیا کرتے تھے۔

فَإِذَا قَامَ، قُمْنَا قِيَامًا، حَتَّى نَرَاهُ قَدْ دَخَلَ بَعْضُ يَبُوتِ أَزْوَاجِهِ۔⁽¹⁰⁾ (مشکوٰۃ ص ۴۵۳)

یعنی پھر جب آپ کھڑے ہو جاتے تو ہم بھی کھڑے ہو جاتے اور اس وقت تک کھڑے رہتے جب تک آپ اپنی بیویوں میں سے کسی کے گھر داخل نہ
 جاتے۔

فائدہ: ان روایات سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ قیام تعظیمی جائز بلکہ فعل رسول ﷺ اور عمل صحابہ ہے۔ ناجائز اور شرک و بدعت نہیں۔

مسئلہ: فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ روضہ انور پر حاضری کے وقت جب سلام پڑھا جائے تو يَقِفُ كَمَا يَقِفُ فِي الصَّلَاةِ۔⁽¹¹⁾

یعنی اسی طرح کھڑا ہو جس طرح کہ نماز میں دست بستہ کھڑا ہوتا ہے۔ (عالمگیری)

فائدہ: یہ مسئلہ متفقہ ہے تو معلوم ہوا تعظیم اور ہے اور عبادت اور۔

باب سوالات جوابات

سوال: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: لَا تَقُومُوا كَمَا يَقُومُ الْأَعَاجِمُ۔⁽¹²⁾ (مشکوٰۃ باب القیام)

(8) جاء الحق وزحق الباطل، ص 250، نعیبی کتب خانہ، 1976.

(9) مشکاة المصابیح، کتاب الآداب، باب المصافحة والمعانقة، الفصل الثانی، 1329/3، رقم الحدیث 4689، المکتب الاسلامی بیروت، الطبعة الثالثة، 1985.

(10) مشکاة المصابیح، کتاب الآداب، باب القیام، الفصل الثانی، 1332/3، رقم الحدیث 4705، المکتب الاسلامی بیروت، الطبعة الثالثة، 1985.

(11) الفتاویٰ الہندیہ، کتاب المناسک، خاتمة فی زیارة قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم، 265/1، المطبعة الکبریٰ الأمیریة ببولاق مصر، الطبعة الثانیة، 1310ھ.

(12) مشکاة المصابیح، کتاب الآداب، باب القیام، الفصل الثانی، 1332/3، رقم الحدیث 4700، المکتب الاسلامی بیروت، الطبعة الثالثة، 1985.

یعنی نہ کھڑے ہوا کرو جس طرح کہ عجمی لوگ کھڑے ہوتے ہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کھڑے ہونے کی ممانعت ہے۔

جواب: اس کے متعلق علمائے کرام فرماتے کہ اس میں کھڑے ہونے کی نہیں بلکہ عجمیوں کی طرح کھڑے رہنے کی ممانعت ہے۔

کیونکہ شاہان عجم کے درباری لوگ بیٹھ نہیں سکتے تھے بلکہ بادشاہ کے سامنے برابر ہاتھ باندھے اور سرنگوں کھڑے رہتے تھے

قاعدہ: جب فعل (کام یا عمل) میں تشبیہ (کسی اور کے عمل سے مشابہت دینا) ہو، تو نفس فعل (اصل عمل) حرام نہیں، بلکہ تشبیہ حرام ہے۔

جیسے: لَا يَلْبِغُ أَحَدُكُمْ كَمَا يَلْبِغُ الْكَلْبُ⁽¹³⁾ (رواہ ابن ماجہ فتح الکبیر ج ۳ ص ۷۰ ۷۱) یعنی نہ پئے تم میں سے کوئی جیسا کہ کتا پیتا ہے۔

فائدہ: اس کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ کوئی پئے ہی نہیں، بلکہ مطلب یہ ہے کہ کتے کی طرح نہ پئے۔ اسی طرح اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ قیام کرے مگر

عجمیوں (غیر عرب اقوام) کی طرح نہ کرے۔ اصول قرآن و حدیث کا قاعدہ ہے کہ ایک حکم مطلق (عام اور غیر محدود) ہو، پھر وہ مقید (کسی شرط یا کیفیت سے محدود) ہو جائے

تو مقید ہی رہے گا۔ یہاں قیام کو مقید کیا گیا ہو تو اس کو فقہاء کرام نے ممنوع (ناجائز، روکا ہوا) قرار دیا ہے، اور بلاشبہ یہ ممنوع ہے۔ اس کی تائید (حمایت، تصدیق) حضور

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے ہوتی ہے، فرمایا کہ: مَنْ سَرَّهٗ أَنْ يَتَمَثَّلَ لَهُ الرَّجَالُ قِيَامًا فَلْيَتَّبِعْهُ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ⁽¹⁴⁾ (ترمذی)

یعنی جس کسی کو یہ پسند ہو کہ لوگ اس کے لیے اس کے آگے کھڑے رہیں وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں تیار کرے۔

اس جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ جس قیام (کھڑا ہونا) میں کبر (غور) و رعونت (ہٹ دھرم یا تکبرانہ سختی) وغیرہ کا شائبہ (گمان یا اثر) ہو، وہ مکروہ (ناپسندیدہ اور ترک کرنا

بہتر) ہے، لیکن جہاں محض دینی اسلامی رشتہ ہو، وہ جائز بلکہ مُسْتَحْسَن (پسندیدہ اور باعثِ ثواب) ہے۔

سوال: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: باوجود اس کے صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب رکھتے تھے مگر جب حضور صلی اللہ

علیہ وسلم کو دیکھتے، لَمْ يَقُمْوا لِمَا يَعْلَمُونَ مِنْ كَرَاهِيَّتِهِ لِذَلِكَ۔⁽¹⁵⁾ (مشکوٰۃ باب القیام، رواہ الترمذی)

یعنی تو وہ کھڑے نہیں ہوتے تھے کیونکہ وہ جانتے کہ آپ کو یہ پسند نہیں۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ قیام تعظیمی آپ کو پسند نہ تھا جب امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قیام تعظیمی ناپسند ہے تو پھر باقی حضرات کی قطاریں۔

جواب: یہ ناپسندیدگی طبعی (فطری، مزاجی) تھی، یعنی ازراہ (بطور) تواضع (انکساری، عاجزی) و انکسار (اپنی ذات کو چھوٹا سمجھنا)، آپ کو پسند نہ تھا کہ جب بھی میرے صحابہ

دیکھیں، قیام کریں، کیونکہ اس میں تکلف (بناوٹی یا زبردستی کا انداز) تھا۔ طبعی ناپسندیدگی اور ہے، حقیقی (اصل، واقعی) اور شرعی ناپسندیدگی اور۔ چنانچہ حضور صلی اللہ

علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا کہ: ”مجھے یونس بن متی علیہ السلام پر فضیلت نہ دو!“⁽¹⁶⁾ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا تواضعاً (بطور عاجزی) تھا، حالانکہ نصوص صریحہ

(13) سنن ابن ماجہ، أبواب الأشربة، باب الشرب بالأكف والكرع، 493/4، رقم الحديث 3431، دار الرسالة العالمية، الطبعة الأولى، 1430ھ - 2009م.

(14) سنن الترمذی، أبواب الأدب عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ما جاء في كراهية قيام الرجل للرجل، 467/4، رقم الحديث 2755، دار الغرب الإسلامي بیروت، الطبعة الأولى، 1996م.

(15) مشکاة البصایح، کتاب الآداب، باب القیام، الفصل الثانی، 1331/3، رقم الحديث 5698، المكتبة الإسلامية بیروت، الطبعة الثالثة، 1985.

سنن الترمذی، أبواب الأدب عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ما جاء في كراهية قيام الرجل للرجل، 466/4، رقم الحديث 2754، دار الغرب الإسلامي بیروت، الطبعة الأولى، 1996م.

(16) صحيح البخاری، کتاب الأنبياء، باب قول الله تعالى: وهل أتاك حديث موسى، 1244/3، رقم الحديث 3215، دار ابن كثير دمشق، الطبعة الخامسة، 1414ھ - 1993م.

(واضح اور دو ٹوک دلائل شرعیہ) سے آپ کا سید المرسلین (تمام رسولوں کے سردار) اور افضل الانبیاء (سب نبیوں سے برتر) ہونا ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ** یعنی بعض کو بعض پر ہم نے فضیلت دی۔

مَنْ تَوَاضَعَ لِلَّهِ رَفَعَهُ اللَّهُ ⁽¹⁷⁾ یعنی جو اللہ کے لیے تواضع کرتا ہے اللہ اس کو بلند کرتا ہے۔

فائدہ: آپ نے اللہ کے لیے تواضع وانکسار فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ رفعت و عظمت بخشی کہ ساری دنیا میں آپ کی عظمت و شان کا چرچہ رہے گا اور قیامت تک آپ کی امت آپ کے سامنے دستہ بستہ کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام کے ہدیہ اور تحفے پیش کرتے رہیں گے۔

رہے گلیو نہی ان کا چرچہ رہے گا پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

لطیفہ: نجدی حکومت کے کارندے اب جالی مبارک کے سامنے ہاتھ ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونے نہیں دیتے۔ میں نے ایک نجدی مولوی سے پوچھا کہ اس سے کیوں روکتے ہو جواب دیا کہ یہ نماز کی ہیئت ہے اور وہ غیر اللہ کے لیے حرام ہے میں نے کہا ہاتھ کھول کر کھڑا ہونا بھی تو ہیئت صلوٰۃ ہے جیسے قومہ یا امام مالک کے مذہب میں یہ سن کر کھسیانا ہو کہ **کُھَارُخ رُخ** جا جا۔

سوال: لوگوں نے قیام میلاد کو واجب اور ضروری سمجھ لیا ہے اور مستحب کو واجب اور غیر ضروری سمجھنا ناجائز ہے لہذا قیام ناجائز ہے۔

جواب: یہ بدگمانی ہے اور بدگمانی حرام ہے ہاں ہمارا دائمی عمل ضرور ہے اگر کوئی کسی کار خیر یا مستحب کام کو ہمیشہ کرے تو اس سے ہر گز یہ لازم نہیں آتا کہ وہ اس کو فرض یا واجب جانتا ہے۔ کیونکہ پابندی، وجوب کی علامت نہیں جیسا کہ اگر کوئی چاشت اور تہجد کو ہمیشہ پڑھے تو کیا یہ کہنا جائز ہو گا کہ یہ شخص چاشت اور تہجد کو فرض یا واجب جانتا ہے؟ ہر گز نہیں بلکہ یہ اس پر ایک بہتان اور اس کی نیت پر ایک ناروا حملہ ہو گا۔

یاد رکھیے عمل میں تو ہمیشگی اور پابندی ہی مطلوب و محبوب ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

أَحَبُّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللَّهِ أَدْوَمُهَا. وَإِنْ قَلَّ ⁽¹⁸⁾ (مشکوٰۃ)

یعنی اللہ کے نزدیک وہ عمل محبوب ہے جو ہمیشہ کیا جائے اگرچہ تھوڑا ہی ہو۔

فائدہ: قرآن کریم، احادیث مبارکہ، چاروں مذہب کے ائمہ عظام و مفتیان کرام اور علمائے اسلام کے ارشادات مبارکہ سے دست بستہ احتراماً کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھنا مستحب و مستحسن اور بہت ہی باعث رحمت و برکت اور اجر و ثواب ثابت ہے۔

مزید تفصیل اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے رسالہ **اقامۃ القیامہ** یا فقیر کا رسالہ **غوث العباد** پڑھئے مختصر بحث آئیگی ان شاء اللہ۔

سوال: قیام نماز میں فرض ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے جیسے رکوع جس طرح غیر اللہ کے لیے رکوع و سجدہ ناجائز ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **وَقَوْمًا لِلَّهِ قَنِينَ** (البقرہ: 238) **ترجمہ:** اللہ ہی کے لیے کھڑے ہو۔

جواب: یہ قیاس کیا جب قیام مطلق تو ہر وقت کرتے ہو، اگر شرک کا خطرہ ہے تو پھر پیدائش سے لے کر مرتے دم تک تم پیٹ کے بل چلا کر دو رو نہ ماننا پڑیگا وہ قیام حرام ہے جس میں عبادت کی نیت ہو ایسے ہی رکوع کی صورت ہم تم ہزاروں کام سرانجام دیتے ہیں تو کیا وہ شرک ہیں اگر ہیں تو چھوڑ دو۔

(17) مشکاة المصابیح، کتاب الآداب، باب الغضب والكبر، الفصل الثالث، 1416/3، رقم الحديث 5119، المكتبة الإسلامية بيروت، الطبعة الثالثة، 1985.

(18) مشکاة المصابیح، کتاب الصلاة، باب القصد في العمل، الفصل الأول، 391/1، رقم الحديث 1242، المكتبة الإسلامية بيروت، الطبعة الثالثة، 1985.

کیونکہ جماع کے وقت تو تمہاری کیفیت رکوع و سجود کے مشابہ ہوتی ہے ورنہ ماننا پڑے گا کہ وہ رکوع و سجود کی کیفیت حرام ہے جس میں عبادت کی نیت ہو ایسے سجدہ مطلقاً شرک ہو تا سابقہ امم میں نہ ہوتا اس لیے کہ شرک ہر شریعت میں حرام ہے ثابت ہوا کہ شرک وہ ہے عبادت کی نیت ہو ورنہ شرک نہیں۔

میلاد کا قیام: صحابہ کرام نے اس ہیئت کے ساتھ سلام و قیام نہیں پڑھا لہذا بدعت ہے اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ اگر یہی بات ہے کہ جو کام صحابہ کرام نے نہیں کیا وہ بدعت ہے تو جس ہیئت میں آج قرآن کریم ہیں مثلاً رنگین چکنے کا غز، بلاک وغیرہ کی چھپائی، اعراب، ترجمہ، ماشیہ پر تفسیر وغیرہ اور جس ہیئت میں آج کتب احادیث و ان کی شروح اور کتب فقہ و اصول اور کتب درسیہ وغیرہ ہیں اور جس ہیئت میں آج مدارس دینیہ، طریقہ تعلیم، امتحانات، تقسیم اسناد سالانہ و ماہوار چندے، اساتذہ کی تنخواہیں وغیرہ ہیں اور جس ہیئت میں آج تبلیغی جلسے ہوتے ہیں اور جس ہیئت میں آج سفر حج کیا جاتا ہے علیٰ ہذا القیاس، کیا یہ سب کچھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کیا؟ اور کیا یہ زمانہ صحابہ میں تھا؟ نہیں، اور ہر گز نہیں، تو چاہیے کہ صلوٰۃ و سلام کے منکران سب چیزوں اور بیتوں کو بدعت کہیں اور ان کے خلاف تقریریں کریں پوسٹر چھاپیں اور ہر ممکن ان کو مٹانے کی کوشش کریں وہ صرف میلاد شریف اور سلام قیام کے مجھے ہاتھ دھو کر کیوں پڑ گئے ہیں یاد رکھئے۔ اگر صحابہ کرام سے یہ ہیئت ثابت ہوتی تو یاد واجب ہوتی یا سنت اور نہ واجب کہیں نہ سنت ہمارے نزدیک اس ہیئت کے ساتھ سلام پڑھنا مستحب ہے اور مستحب وہ جس کو مسلمان اچھا سمجھیں جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

مَا رَأَى الْمُسْلِمُونَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ حَسَنٌ۔ ⁽¹⁹⁾ (نسائی) یعنی جس چیز کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھی ہے۔

مندرجہ ذیل امور مسلمانوں میں رائج ہیں۔

بدعتِ روزہ: زمانہ اقدس میں روزے کی نیت دل سے نہیں کی جاتی اس کے لیے کوئی خاص دعائیں مخصوص نہیں لیکن ہم روزہ کی سحری کھانے سے پہلے **اللَّهُمَّ بِالصَّيَامِ لَكَ عَدَا نَوَيْتُ۔** اور افطار کے وقت پڑھتے ہیں: **اللَّهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَى رِزْقِكَ أَفْطَرْتُ۔** ایسی دعائیں مانگنا بدعت ہے۔

بدعتِ حج: ارکان اسلام کا پانچواں رکن ہے۔ اس میں بھی بہت سی بدعتیں ہیں ہم اس کی تفصیل کے درپے نہیں ہوتے صرف چند ایک بطور نمونہ عرض کیے دیتے ہیں۔

یہ تو سب کو معلوم ہے کہ زمانہ اقدس میں پیدل یا زیادہ اونٹ وغیرہ پر حج کا سفر کیا جاتا لیکن آج پیدل اور اونٹ کی سواری کہاں بلکہ ریل گاڑی لاری بس موٹر ہوائی اور بحری جہاز کے ذریعہ حج ہو رہا ہے یہ تمام سواریاں بدعت ہیں زمانہ اقدس میں ان کا وہم و گماں بھی کسی کو نہیں تھا۔

بکثرت عمرے طواف بدعت: مفتی محمد شفیع دیوبندی (کراچی) نے اس پر ایک رسالہ **لکھا اختیار المختار فی تکثیر الطواف والاعتداء**، جس میں ثابت کیا کہ گو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ اقدس اور صحابہ و تابعین کے ادوار میں طواف و عمرے بکثرت نہیں کیے جاتے تھے لیکن جائز ہیں ان کی کثرت پر ثواب ملتا ہے ہم بھی کہتے ہیں کہ بہت بڑا ثواب ملتا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ بدعت پر ثواب کیسا؟

(19) یہ روایت کتب احادیث میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے موقوفاً مروی ملی ہے۔

رجعة قهقر بدعت: بعد طواف کعبہ شریف کو پیٹھ نہ کرنا بلکہ الٹے پاؤں چل کر کسی دروازہ سے باہر نکل جانا بدعت ہے یعنی بعض لوگ کعبہ شریف کی تعظیم کی پیش نظر الٹے پاؤں باہر نکل جاتے ہیں خیر القرون میں یہ طریقہ نہ تھا لیکن ایسا کرنا ثواب ہے۔

بدعات نماز: حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیچگانہ نماز مبارک کو ہر مسلمان جانتا ہے لیکن اب بدعات کی بھرمار ہے مثلاً:

- ۱۔ مؤذن و امام باتنخواہ مقرر کرنا۔ ۲۔ تنخواہ دینا لینا۔ ۳۔ مقرر وقت بمطابق گھڑی اذان دینا۔ ۴۔ بمطابق گھڑی موسم سرما و گرما ٹائم پر نماز باجماعت پڑھنا پڑھانا ایک دو منٹ کی سستی و غفلت پر امام کو ملامت کرنا عادی مجرم بن جائے تو امامت سے برخاست۔ ۵۔ زبان سے نماز کی نیت کرنا۔
- ۶۔ بعد فراغت، امام کی دعاء پر آمین آمین کہتے رہنا۔ ۷۔ سنن و نوافل گھر میں جا کر پڑھنے کے بجائے مسجد میں پڑھنے کی عادت بنا ڈالنا۔
- ۸۔ ظہر و مغرب و عشاء کی دو سنتوں کے دو نفل بیٹھ کر پڑھنا۔

۹۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تراویح کے بارے میں وہ طریقہ جاری کیا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر کے عہد میں نہ تھا وہ خود اسے نیا کام کہتے ہیں اور پھر فرماتے ہیں: **نِعِمَّتِ الْبِدْعَةُ هَذِهِ** ⁽²⁰⁾ (یعنی کیا ہی اچھائی نیا کام ہے)۔

۱۰۔ التحیات میں **أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا** سے پہلے اور درود ابراہیمی میں بحالت نماز حضور علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اسماء گرامی سے پہلے سیدنا بڑھانا مستحب ہے (شان وغیرہ) اس کی مزید اور تفصیل و تحقیق کے لیے دیکھئے فقیر کا "رسالہ بدعت ہی بدعت"۔

استدلال: اہلسنت کا یہ قاعدہ کہ جو امور مستحسنہ احادیث سے صراحتاً ثابت نہ ہو تو حدیث ذیل کے ضمن میں ضماً ثابت ہیں۔

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ، مَنْ غَيَّرَ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَجْرِهُمْ شَيْءٌ، وَمَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ، مَنْ غَيَّرَ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ۔ ⁽²¹⁾ (مشکوٰۃ ص ۳۲)

یعنی جو شخص اسلام میں کسی اچھے طریقہ کو رائج کرے گا تو اس کو اپنے رائج کرنے کا ثواب ملے گا اور ان لوگوں کے عمل کرنے کا بھی جو اس کے بعد اس طریقہ پر عمل کرتے رہیں گے اور عمل کرنے والوں کے ثواب میں کوئی کمی بھی نہ ہوگی اور جو اسلام میں کسی برے طریقہ کو رائج کرے گا تو اس شخص پر اس کے رائج کرنے کا بھی گناہ ہوگا اور ان لوگوں کے عمل کرنے کا بھی گناہ ہوگا جو اس کے بعد اس طریقہ پر عمل کرتے رہیں گے اور عمل کرنے والے کے گناہ میں کوئی کمی نہ ہوگی۔

فائدہ: اس حدیث مبارکہ نے واضح کر دیا کہ بدعت صرف سیہ نہیں حسنه بھی ہوتی ہے اس لئے شارحین حدیث نے فرمایا کہ بدعت کی پانچ قسمیں ہیں۔

بدعت محرّمہ، بدعت مکروہ، بدعت واجبہ، بدعت مستحبہ، بدعت مباحہ۔ ⁽²²⁾ تفصیل کے لیے دیکھیں مرقاة شرح مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۷۹ اور اشعة اللمعات، ج ۱

ص ۲۸ یا انوار الحديث ص ۱۰۶۔

(20) موطأ مالک بروایة محمد بن الحسن الشیبانی، أبواب الصلاة، باب قیام شهر رمضان وما فیہ من الفضل، رقم الصفحة 91، رقم الحديث 241، المكتبة العلمية.

(21) مشکاة المصابیح، کتاب العلم، الفصل الأول، 72/1، رقم الحديث 210، المكتبة الإسلامية بیروت، الطبعة الثالثة، 1985.

(22) مرقاة المفاتیح شرح مشکاة المصابیح، کتاب الإیمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، 223/1، 224، دار الفکر بیروت لبنان، الطبعة الأولى، 1422ھ، 2002م.

اور بدعت کے حسنہ اور سیدہ ہونے کا معیار وہ ہے جو حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: **مَا أُحْدِثَ مِمَّا يُخَالِفُ الْكِتَابَ أَوِ السُّنَّةَ أَوْ الْأَكْثَرَ أَوْ الْجَمَاعَ فَهُوَ ضَلَالَةٌ، وَمَا أُحْدِثَ مِنَ الْخَيْرِ مِمَّا لَا يُخَالِفُ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ فَلَيْسَ بِبَدْعٍ مُؤْمِرٍ۔** (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۷۹) ⁽²³⁾

یعنی اگر ایسی چیز ایجاد کی گئی جو قرآن مجید حدیث شریف، آثار صحابہ یا اجماع کے خلاف ہو تو وہ گمراہی ہے اور اگر ایسی اچھی بات ایجاد کی گئی جو ان میں سے کسی کے مخالف نہ ہو تو وہ بری نہیں۔

سوال: پیروں اور بزرگوں اور استادوں کے لیے قیام و دیگر آداب مثلاً: ہاتھ باندھ کر اور سر جھکا کر اکھڑا ہونا، یہ عبادت کی ہیئت و صورت ہے یعنی یہ نماز کی حالت کی طرح ہے اور اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے اور جو عمل اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے اسے غیر اللہ کے لیے کیا جائے وہی شرک ہے۔

جواب: یہ سوال بھی غلط ہے اور مبنی بر جہالت ہے، کیونکہ وہ ہیئت (انداز، شکل) جو نماز کی ہے، کسی اللہ والے کے لیے کی جائے، وہ مشرک نہیں جب تک کہ عبادت کی نیت نہ ہو۔ مثلاً التحیات میں بیٹھنا بھی تو شرک ہو، حالانکہ ایسا بیٹھنا شرک نہیں جبکہ جبرائیل علیہ السلام کا حضور علیہ السلام کے آگے ایسے بیٹھنا ثابت ہے جیسا کہ پہلے گزرا ہے۔ پھر ہاتھ چھوڑ کر کھڑا ہونا بھی شرک ہو، کیونکہ رکوع سے اٹھ کر **"سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ"** کہتے ہوئے ہاتھ چھوڑ کر کھڑے ہوتے ہیں، اور بعض ائمہ کے نزدیک (یعنی ان کے قول کے مطابق) ہاتھ چھوڑ کر قیام صلوٰۃ فرض ہے۔ ایسے ہی رکوع کی ہیئت بھی شرک ہو، حالانکہ اس ہیئت میں ہزاروں معاملات طے کرنے پڑتے ہیں۔ مثلاً: پیشاب کے لیے ڈھیلے (چھوٹے ٹکڑے) اٹھانا وغیرہ وغیرہ۔

نتیجہ نکلا کہ ہیئت نماز کا کوئی عمل مبنی بر قصد عبادت (عبادت کی نیت سے کرنے) کا حکم اور ہے اور مبنی بر قصد تعظیم (تعظیم کی نیت سے کرنے) کا حکم دیگر۔

قاعدہ: نیت کی تبدیلی سے احکام تبدیل ہو جاتے ہیں کیونکہ حدیث شریف میں ہے: **"إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ"** ⁽²⁴⁾ (مشکوٰۃ)

مثلاً: جن امور کو مخالفین مشرک فتویٰ دے رہے ہیں ان کا خود بھی ارتکاب کرتے ہیں ان کا جواب یہی ہوتا ہے ہمارا ارادہ اور نیت یوں ہے تو اہلسنت بھی یہی جواب دیتے ہیں کہ ہمارا ارادہ بھی محبوبانِ خدا کے لیے قیام تعظیمی و دیگر امور تعظیمی مبنی بر تعظیم ہیں نہ کہ با ارادہ عبادت۔

فَافْهَمْ وَلَا تَكُنْ مِنَ الْوَهَّابِيِّنَ (سمجھو اور وہابیوں میں سے مت ہونا)۔

تعلیم الاسلام

تعلیم نبوی علی صاحب السلام: اسلام کی روح ادب اور دوستانہ خدا (اللہ کے محبوب بندے) کی تعظیم و توقیر سے ہے۔ اسلام کے کسی شعبہ کو دیکھ لو، اس میں ادب اور تعظیم و تکریم کا درس ملے گا۔ خود حضور نبی پاک شہِ لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ، اولیائے اُمت و علمائے ملت کی یہی تعلیم ہے۔ انہوں نے اپنے اکابر و عمداء (بزرگانِ قوم) شیوخ و اساتذہ کی تعلیم بڑوں کی توقیر و تکریم (عزت و احترام) اور ادب و احترام کا سبق دیا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: **إِنَّ مِنْ أَجَلِّ اللَّهِ إِكْرَامَ ذِي الشَّيْبَةِ الْمُسْلِمِ وَحَامِلِ الْقُرْآنِ، غَيْرِ الْغَالِي فِيهِ وَلَا الْجَانِي عَنْهُ، وَإِكْرَامَ السُّلْطَانِ الْمُقْسِطِ۔** ⁽²⁵⁾ (مشکوٰۃ)

یعنی بوڑھے مسلمان اور افراط و تفریط نہ کرنے والے حافظ قرآن عالم (با علم) اور عادل امام کی عزت کرنا اللہ تعالیٰ کی عزت کرنا ہے۔

(23) مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاة المصابیح، کتاب الإیمان، باب الاعتصام بالکتاب والسنة، 224/1، دار الفکر بیروت لبنان، الطبعة الأولى، 1422ھ - 2002م.

(24) مشکاة المصابیح، کتاب الإیمان، الفصل الأول، 8/1، رقم الحديث 1، المکتب الإسلامي بیروت، الطبعة الثالثة، 1985.

(25) مشکاة المصابیح، کتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة، الفصل الثاني، 1388/3، رقم الحديث 4972، المکتب الإسلامي بیروت، الطبعة الثالثة، 1985.

تعظیم برائے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ: حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے آگے چلتا دیکھ کر فرمایا:

تَسْشَ إِلَى أَمَامٍ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَلَا غَرَبَتْ عَلَى أَحَدٍ بَعْدَ النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ خَيْرٌ وَأَفْضَلُ مِنْ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ۔ ⁽²⁶⁾ (روح البیان ج ۶ ص ۶۲)

یعنی کشف الاسرار تو اس کے آگے چل رہے ہو جو دنیا و آخرت میں تجھ سے بہتر ہے اور انبیاء و مرسلین کے بعد جہاں سے سورج طلوع کرتا اور غروب کرتا ہے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کوئی بہتر اور افضل نہیں۔

حدیث شریف: نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ،

لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَزَحْمْ صَغِيرَنَا وَلَمْ يُوقِزْ كَبِيرَنَا۔ ⁽²⁷⁾ (رواہ الترمذی مشکوٰۃ ص ۳۲۳)

جو ہمارے چھوٹوں پر مہربانی نہ کرے اور ہمارے بڑوں کی عظیم توقیر نہ کرے وہ ہمارے راستے پر نہیں ہے۔

ادب قرآن نے سکھایا: مفسرین کرام و دیگر علماء عظام نے فرمایا کہ آیت: **لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ** (الآیہ) اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ

بڑھو) (سورۃ الحجرات، آیت ۱) میں داخل ہے یہ حکم کہ علماء کرام و مشائخ کے آگے چلنا منع ہے۔ کیونکہ یہ حضرات **وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ** ہیں۔ ⁽²⁸⁾ (روح البیان)

مسئلہ: اصاغر (چھوٹوں) کا اکابر (بڑوں) کے آگے چلنا سوائے تین مقامات پر جائز نہیں۔

(۱) رات کے سفر میں۔ (۲) لشکر کے مقابلہ میں۔ (۳) سیلاب کے پانی یا گہرے پانی کے معلومات کرنے میں۔ ⁽²⁹⁾ (روح البیان)

فائدہ: یعنی بوقت ضرورت شدید کے سوا کسی وقت بھی چھوٹے کو بڑے و بزرگ کے آگے چلنا بیٹھنا وغیرہ جائز نہیں۔

عجوبہ: دور سابق میں قانونِ الہی تھا کہ نوجوان بوڑھے کے آگے چلتا تو توزمین میں دھنس جاتا۔ ⁽³⁰⁾ (روح البیان الحجرات ع)

فائدہ: سورۃ الحجرات رکوع اول کی اکثر آیات تعلیم ادب پر مشتمل ہے۔

قیام تنظیمی پر انعام:

وَقَدْ وَجَدَ الْقِيَامَ عِنْدَ ذِكْرِ اسْمِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَالِمِ الْأُمَّةِ وَمُقْتَدِي الْأَثْبَةِ دِينًا وَوَرَعًا، كَالِإِمَامِ تَقِي الدِّينِ السُّبْكِيِّ، وَتَابَعَهُ عَلَى ذَلِكَ مَشَايِخُ الْإِسْلَامِ فِي عَصْرِهِ. فَقَدْ حَكَى بَعْضُهُمْ أَنَّ الْإِمَامَ السُّبْكِيَّ اجْتَمَعَ عِنْدَهُ جَمْعٌ كَثِيرٌ مِنْ عُلَمَاءِ عَصْرِهِ، فَأَنْشَدَ مُنْشِدٌ قَوْلَ الصَّرَصَرِيِّ فِي مَدْحِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:
"قَلِيلٌ لِمَدْحِ الْمُصْطَفَى الْخَطُّ بِالذَّهَبِ ... عَلَى وَرَقٍ مِنْ خَطِّ أَحْسَنُ مِنْ كُتُبٍ ..."

(26) روح البیان، تفسیر سورۃ الحجرات، تحت الآیہ 1، 62/9، دار الفکر بیروت.

(27) سنن الترمذی، أبواب البر والصلة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ما جاء في رحمة الصبيان، 480/3، رقم الحديث 1921، دار الغرب الإسلامي بيروت، الطبعة الأولى 1996 م.

مشكاة المصابيح، كتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة، الفصل الثاني، 1387/3، رقم الحديث 4970، المكتب الإسلامي بيروت، الطبعة الثالثة، 1985.

(28) روح البیان، تفسیر سورۃ الحجرات، تحت الآیہ 1، 62/9، دار الفکر بیروت.

(29) روح البیان، تفسیر سورۃ الحجرات، تحت الآیہ 1، 62/9، دار الفکر بیروت.

(30) روح البیان، تفسیر سورۃ الحجرات، تحت الآیہ 1، 62/9، دار الفکر بیروت.

وَأَنْ تَنْهَضَ الْأَشْرَافُ عِنْدَ سَمَاعِهِ قِيَامًا صُفُوفًا أَوْ جُثَيًّا عَلَى الرُّكَبِ. فَعِنْدَ ذَلِكَ قَامَ الْإِمَامُ السُّبُكِيُّ رَحِمَهُ اللَّهُ وَجَمِيعُ مَنْ فِي

الْمَجْلِسِ، فَحَصَلَ أَنْشُ كَبِيرٌ بِذَلِكَ الْمَجْلِسِ، وَيَكْفِي مِثْلَ ذَلِكَ فِي الْاِقْتِدَاءِ۔⁽³¹⁾ (سیرۃ علیہ جلد اول ص ۸۰)

یعنی سیرت علیہ میں ہے کہ،

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر مبارک کے وقت قیام پایا گیا ہے۔ اُمتِ محمدیہ کے جلیل القدر (انتہائی عظیم مرتبے والے) عالم، امام تقی الدین سبکی، جو دین اور تقویٰ میں ائمہ کے مقتدی (راہنما اور پیوا) ہیں، اور اس پر اُن کے تابع ہوئے تمام مشائخ اسلام جو اُن کے ہم عصر (ایک ہی زمانے کے) تھے۔ چنانچہ منقول ہے کہ امام سبکی کے پاس اُن کے ہم عصر علماء کرام بکثرت (زیادہ تعداد میں) جمع ہوئے۔ ایک مداح رسول (نعت پڑھنے والے شاعر) نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح (تعریف و نعت) میں (آپ) رحمۃ اللہ علیہ کے یہ اشعار پڑھے،

"اگر چاندی پر سونے کے حروف سے بہترین کاتب (خوش نویس، لکھنے والا) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح (نعت و تعریف) لکھے، تب بھی کم ہے۔ بے شک عزت و شرف والے لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر جمیل (حُسن و جمال والا ذکر) سُن کر صف بستہ (صف آرا ہو کر) قیام کرتے ہیں یا گھٹنوں پر دو زانو (ادب و انکسار کے ساتھ بیٹھ جاتے ہیں) ہو جاتے ہیں۔ یہ اشعار سُن کر امام سبکی کھڑے ہو گئے، اور اُن کے ساتھ تمام اہل مجلس، مشائخ و علماء بھی کھڑے ہو گئے۔ اور اس وقت بڑا اُنس (محبت و قربت کا احساس) حاصل ہوا، مجلس پر ایک عجیب سی کیفیت طاری ہو گئی۔ اور اس قسم کے واقعات مشائخ و علماء کی اقتداء (پیروی و اتباع) کے بارے میں کافی ہوتے ہیں۔"

قیام و سلام کا ثبوت:

الْقِيَامُ عِنْدَ وَلَا دَرْتِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا انْكَارَ فِيهِ، فَإِنَّهُ مِنَ الْبِدْعِ الْمُسْتَحْسَنَةِ. وَقَدْ أَفْتَى جَمَاعَةٌ بِاسْتِحْبَابِهِ عِنْدَ ذِكْرِ وَلَا دَرْتِهِ. وَقَالَ جَمَاعَةٌ بِوُجُوبِ الصَّلَاةِ عَلَيْهِ عِنْدَ ذِكْرِهِ. وَذَلِكَ مِنَ الْإِكْرَامِ وَالتَّعْظِيمِ لَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. وَإِكْرَامُهُ وَتَعْظِيمُهُ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُؤْمِنٍ۔⁽³²⁾

یعنی نزہۃ المجالس میں ہے: اسی تعظیم و ادب کی بناء (بنیاد) قیام و سلام فی المیلاد ہوتا ہے۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر ولادت کے وقت کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھنا بلا شک بدعتِ مستحسن ہے اس میں انکار کی کوئی گنجائش نہیں اور علماء کی ایک جماعت نے حضور کے ذکر ولادت کے وقت صلوٰۃ و سلام کو واجب قرار دیا ہے اور یہ آپ کی تعظیم و تکریم ہر مسلمان پر واجب و فرض ہے۔

خلاصہ یہ کہ اس سے ثابت ہوا کہ مسئلہ قیام میلاد میں امام سبکی اور ان کے ہمعصر مشائخ و علماء کی اقتدا کافی ہے بالکل یہی مضمون اور منقولہ بالا دونوں شعر اور اس کے بعد امام سبکی رحمہ اللہ علیہ اور ان کے تمام رفقاء اہل مجلس کا قیام علامہ شیخ اسمعیل حقّی بروسی حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر روح البیان میں ارقام فرمایا ملاحظہ فرمائیے⁽³³⁾ تفسیر روح البیان جلد ۹ ص ۵۶۔

اور حاجی امداد اللہ صاحب، فیصلہ ہفت مسئلہ میں فرماتے ہیں:

(31) إنسان العیون فی سیرۃ الأمین المأمون (السیرۃ الحلبيّة)، المقدمة، باب تسميته صلى الله عليه وسلم محمداً وأحمد، 123/1، دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الثانية، 1427 هـ.

(32) نزہۃ المجالس ومنتخب النفاث، باب مولد المصطفى وحبيب الله المجتبى إلخ، 166/1، دار الكتب العلمية بيروت لبنان، 2018 م.

(33) روح البیان، تفسیر سورة الفتح، تحت الآیة 29، 56/9، دار الفكر بیروت.

"اور مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف و لذت پاتا ہوں"۔⁽³⁴⁾

(فیصلہ ہفت مسئلہ)

یہی حاجی امداد اللہ صاحب شائلم امدادیہ میں فرماتے ہیں:

"اور قیام کے بارے میں کچھ نہیں کہتے ہاں مجھ کو ایک کیفیت قیام میں حاصل ہوتی ہے۔"⁽³⁵⁾ (شائلم امدادیہ، ص ۸۸)

محفل میلاد مبارک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر کی رحمۃ اللہ علیہ شائلم امدادیہ میں فرماتے ہیں:

"ہمارے علماء مولد شریف (میلاد النبی ﷺ کی محفل) میں بہت تنازع (اختلاف رائے) کرتے ہیں، تاہم علماء جواز (جائز مترادینے

والے) کی طرف بھی گئے۔ جب صورت جواز کی موجود ہے تو پھر کیوں ایسا تشدد کرتے ہیں؟ اور ہمارے واسطے اتباعِ حرمین (تہ

ومدینہ کے طریقے کی پیروی) کافی ہے۔ البتہ وقت قیام (میلاد کے وقت کھڑا ہونا) کے اعتقادِ تولد (یعنی یہ عقیدہ کہ حضور ﷺ کی ولادت

دوبارہ ہو رہی ہے) کا نہ کرنا چاہیے۔ اگر احتمالِ تشریف آوری (یعنی یہ گمان کہ حضور ﷺ روحانی طور پر تشریف لاتے ہیں) کا کیا حبانے

تو مضائقہ (حرج یا اعتراض) نہیں، کیونکہ عالمِ خلق (مخلوقات کی دنیا) مُتَعَدِد (محدود) بزمان و مکان (وقت اور جگہ) ہے، لیکن عالم

آسر (اللہ کے حکم اور ارادہ کا جہان) دونوں سے پاک ہے۔ پس قدم رنجہ فرمانا (اپنے قدم رکھنا، کرم فرمانا کرنا) ذاتِ بابرکات

(صاحبِ برکت شخصیت حضور ﷺ) کا بعید نہیں۔"⁽³⁶⁾ (انتہی) (شائلم امدادیہ ص ۹۳)

دنیا میں کروڑوں جگہ محافل میلاد منعقد ہوتی ہیں لیکن کسی محفل میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم رنجہ فرمانا (اپنے قدم رکھنا، کرم فرمانا کرنا) حضرت

حاجی صاحب کے نزدیک بعید نہیں اور حضور ﷺ کی تشریف کا خیال کرنا ہی شرعاً کوئی مضائقہ نہیں رکھتا جو لوگ حضور ﷺ کے تشریف لانے کے منکر

ہیں اس اعتقاد کو معاذ اللہ کفر و شرک سمجھتے ہیں وہ شائلم امدادیہ کی منقولہ بالا عبارت کو غور سے پڑھیں۔

سوال: قیام میں صلاۃ و سلام پڑھنے کی کیا دلیل ہے؟

جواب: "ارشادِ خداوندی: **صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا**" مطلق (عام اور غیر محدود) ہے۔ ہر وہ حالت جو شرعاً صلوٰۃ و سلام کے لیے مکروہ اور نامناسب

نہیں، آیہ کریمہ کی رو سے اس میں صلوٰۃ و سلام جائز ہوگا۔ ساتھ ہی یہ امر بھی ملحوظ (یاد رکھنے کے قابل) رہے کہ قیام میلاد ذوق و شوق (دل کی خوشی اور محبت کے جوش) کی

حالت میں کیا جاتا ہے، اور یہ حال دُرود و سلام کے لیے بہت موزوں اور مناسب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اُس وقت یا حرفِ ندا (یعنی یا کا لفظ) کے ساتھ بصیغہ خطاب

(سامنے موجود شخص کو مخاطب کرنے کے انداز میں) صلوٰۃ و سلام پڑھتے ہیں، کیونکہ حالتِ ذوق میں محبوب کو خطاب کرنا فطری امر ہے۔ اور 'یا' حرفِ ندا سے خطاب کو

ناجائز سمجھنا انتہائی محروم و تقسیمی (بد نصیبی اور بد نصیبی کی انتہا) کی دلیل ہے۔

اور اِفتحیہ میں ص ۲۲ سے ص ۳۴ تک **الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا رَسُولَ اللہ** کا ورد موجود ہے اور اس میں سترہ مرتبہ یا حرفِ ندا کے ساتھ صلوٰۃ و سلام

وارد ہے اس میں اور اِفتحیہ کے متعلق حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ **انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ** میں فرماتے ہیں:

(34) فیصلہ ہفت مسئلہ، مولود شریف، صفحہ نمبر 15، محکمۃ اوقاف حکومت پنجاب لاہور، طبع دوم، جون 1973ء۔

(35) شائلم امدادیہ اردو ترجمہ نجات کیلئے من بآثر امدادیہ، حصہ دوم، ص 47، کتب خانہ شرف الرشید شاہ کوٹ، مغربی پاکستان۔

(36) شائلم امدادیہ اردو ترجمہ نجات کیلئے من بآثر امدادیہ، حصہ دوم، ص 50، کتب خانہ شرف الرشید شاہ کوٹ، مغربی پاکستان۔

”و چون سلام و بدبا اوراد فتحیہ خواندن مشغول شود کہ از تبرکات انفس ہزار و چہار صد ولی کامل جمع شدہ است۔“ (37)

یعنی جب سلام پھیرے اوراد فتحیہ پڑھنے میں مشغول ہو کہ ایک ہزار چار سو ولی کامل کے متبرک کلام سے جمع ہوا ہے۔ (انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ ص ۱۲۵، ۱۲۴)

تعظیم آدم علیہ السلام: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ أَبَىٰ وَاسْتَكْبَرَ ۖ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ (پ ۴۷)

ترجمہ: اور یاد کرو جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے منکر ہو اور غرور کیا اور کافر ہو گیا۔

مدارک شریف میں **كَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ** کی تفسیر فرمایا: **صَارَ مِنَ الْكَافِرِينَ** (38) یعنی ابلیس پہلے کافر نہیں تھا تعظیم نبی سے انکار کے سبب کافر ہو گیا۔

ثابت ہوا کہ تعظیم نبی سے انکار ہی وہ کفر ہے جو انسان کی تخلیق کے بعد سب سے پہلے ہوا۔ اور باقی کفریات کا وجود بعد میں ہوا۔

سوال: آیت کریمہ میں تو صرف سجدہ کا بیان ہے تعظیم نبی کا ذکر نہیں ہے۔

جواب: خداوند قدوس کے کلام سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس کا حکم سجدہ کے لیے ہے لیکن حقیقت میں اس کا ارشاد نبی کی تعظیم کے لیے ہے جیسا کہ رئیس الفقہاء حضرت ملا جیون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خدائے عزوجل کے کلام **سَجَدَ الْمَلَائِكَةُ** کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

سَجَدَ ظَاهِرًا فِي سُجُودِ الْمَلَائِكَةِ نَصٌّ فِي تَعْظِيمِ آدَمَ۔ (39)

یعنی لفظ **سَجَدَ** ملائکہ کے سجدہ کرنے کے بارے میں ظاہر ہے اور حضرت آدم علیہ السلام کی تعظیم کے بارے میں نص (دلیل قرآنی) ہے۔

تعظیم موسیٰ علیہ السلام سے درست ایمان کا انعام: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جادو گروں کے واقعہ میں:

إِمَّا أَنْ تُلْقِيَ وَإِمَّا أَنْ نَكُونَ نَحْنُ الْمُلْقِينَ (الأعراف: 115) **ترجمہ:** یا تو آپ پہلے اپنا ڈالیں اور یا تو ہم لوگ ڈالیں۔

تو جادو گروں کا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اتنا پوچھ لینا بیان کی تعظیم ہے اور اسی تعظیم نبی کی بدولت وہ ایمان کی نعمت سے سرفراز ہو گئے جیسا کہ تفسیر خازن اور تفسیر جمل میں اسی آیت مبارکہ کے تحت ہے:

قَدْ جَاؤَهُمُ اللَّهُ عَلَىٰ هَذَا الْأَدَبِ حَيْثُ مَنَ عَلَيْهِمُ بِالْإِيمَانِ۔ (40)

یعنی اللہ تعالیٰ نے اس تعظیم کا ان کو بہترین بدلہ دیا اس طرح کہ ایمان کی دولت سے ان پر احسان فرمایا۔

اور تفسیر صاوی میں ہے:

ذَلِكَ تَأْدِبًا مِنَ السَّحَرَةِ مَعَ مُوسَىٰ، وَقَدْ جَوَّزُوا عَلَيْهِ بِالْإِيمَانِ وَالتَّجَاةِ مِنَ النَّارِ۔ (41)

یعنی اور وہ جادو گروں کی طرف سے موسیٰ علیہ السلام کی تعظیم تھی جس پر ان کو یہ انعام دیا گیا کہ ایمان سے مشرف ہوئے اور جہنم سے نجات پائی۔

تعظیم کعبہ معظمہ: "کون نہیں جانتا ہے کہ کعبہ معظمہ انسانوں کی تعمیر کردہ ایک عمارت ہے، لیکن اس کی تعظیم فرض ہے۔ نمازوں کا مسجودِ الیہ (یعنی قید) ہے۔ نہ صرف نماز، جو اسلام کا اہم ستون ہے، یہ اُس کا مرکز ہے۔

(37) انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ (مترجم)، طریق وظائف کبرویہ، ص 124 تا 125، عباسی کتب خانہ، جوٹا مارکیٹ، کراچی۔

(38) مدارک التنزیل وحقائق التأویل، سورۃ البقرۃ، الآیۃ 34، 80/1، دار الکلم الطیب بیروت، الطبعة الأولى، 1419ھ۔ 1998م۔

(39) نور الأنوار فی شرح المنار، وجوہ البیان، رقم الصفحة 159، دار الفاروق عمان الأردن۔

(40) لباب التأویل فی معانی التنزیل، سورۃ الأعراف، الآیۃ 115، دار الکتب العلمیۃ بیروت، الطبعة الأولى، 1415ھ۔

الفتوحات الإلهیۃ بتوضیح تفسیر الجلالین، سورۃ الأعراف، الآیۃ 115، 88/3، دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان، الطبعة الخامسة، 2018م 1439ھ۔

(41) حاشیۃ الصاوی علی تفسیر الجلالین، سورۃ الأعراف، الآیۃ 115، 285/2، دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان، الطبعة الأولى، 2000م 1420ھ۔

جج جو اسلام كا اهم ركن هه؁ اس كى هر عبادت كعبه معظّمه اور اس كى جملہ متعلقات (تمام وابستہ چیزوں) سے وابستہ هے۔ پھر نہ صرف كعبه بلکہ هر منسوب شے واجبُ التعظيم (جس كى تعظيم لازم هے) هے۔ حجر اسود هوى آب زم زم حطيم هوى ا مقام ابراهيم مطاف هوى باب كعبه ملتزم هوى ا صفا و مروه اللہ تعالٰى فرماتا هے:

وَمَنْ يُعْظَمْ حُرْمَتِ اللَّهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ عِنْدَ رَبِّهِ (پ ۱۷۷ ع ۱۱) ⁽⁴²⁾

ترجمہ: اور جو اللہ تعالٰى كى حرمّتوں كى تعظيم كرے تو وه اس كى ليے اس كى رب كى يهاں بهتر هے۔

فائدہ: حُرْمَاتِ اللَّهِ سے مراد وه چیزیں ہیں جو خدائے تعالٰى كى نزديك محرم ہیں بلکہ اس پر هر شے كو شعائر اللہ فرمايا چنانچہ صفا و مروه كى ليے فرمايا:

إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ (43) **ترجمہ:** بے شك صفا و مروه شعائر اللہ ہیں۔

تعظيم و تکریم تقوى قلب هے جو تقوائے جسم سے درجہا بهتر افضل هے چنانچہ فرمايا:

ذَلِكَ وَمَنْ يُعْظِمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ (پ ۱۷۷ ع ۱۱) ⁽⁴⁴⁾

ترجمہ: بات يه هے كه جو اللہ كى نشانوں كى تعظيم كرے۔ تو يه دلوں كى پرہیزگارى سے هے۔

فائدہ: جيسے: حج اشیاء شعائر اللہ ہیں ايسے ہی بلکہ ان سے ہزار ہا گنا بڑھ كر حضور سرور عالم صلى اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انبياء اولیاء و علماء شعائر اللہ ہیں بلکہ علماء فقہاء نے مزارات انبياء اولیاء كو بهی شعائر اللہ میں شامل فرمايا هے۔

انتباہ: كعبه معظم كى بہت بڑی تعظيم و تکریم كى باوجود عزت و عظمت میں اولیاء كرام سے بڑھ كر نہیں۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ نَظَرَ يَوْمًا إِلَى الْكَعْبَةِ فَقَالَ: "مَا أَعْظَمَكَ وَأَعْظَمَ حُرْمَتَكَ، وَالْمُؤْمِنُ أَعْظَمُ حُرْمَةً عِنْدَ اللَّهِ مِنْكَ". (45)

(اخرجه الترمذی)

یعنی: ابن عمر سے روایت هے كه انہوں نے ايك دن كعبه شریف حرمت كى طرف ديکھا اور فرمايا تيرى شان بڑی هے اور تيرى بڑی حرمت هے اور مومن اللہ

كى نزديك حرمت میں تجھ سے بهی زيادہ هے۔ روایت كيا اس كو (نام) ترمذی (رحمۃ اللہ علیہ) نے۔ (تیسیر)

يه روایت ابن ماجه میں مرفوعاً بهی مروى هے۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ، وَلَفْظُهُ: قَالَ: "رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ وَيَقُولُ: مَا أَطْيَبَكَ وَأَطْيَبَ رِيحَكَ، مَا

أَعْظَمَكَ وَأَعْظَمَ حُرْمَتَكَ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لِحُرْمَةِ الْمُؤْمِنِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللَّهِ حُرْمَةً مِنْكَ..." إلخ ⁽⁴⁶⁾ راوَاهُ ابْنُ مَاجَه

(اصح المطالع ص ۲۹۰) نے فرمايا: إِذَا أَتَيْتُمُ الْغَارِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَنْدِرُوهَا۔ ⁽⁴⁷⁾ (مشکوٰۃ شریف ص ۳۲)

یعنی: جب تم پاخانہ (غراط) جاؤ تو قبلہ كى طرف نہ منہ كر و اور نہ پیٹھ۔

(42) الحج: 30

(43) البقرة: 158

(44) الحج: 32

(45) سنن الترمذی؁ أبواب البر والصلة عن رسول اللہ صلى اللہ علیہ وسلم؁ باب ماجاء في تعظيم المؤمن؁ 554/3؁ رقم الحديث 2032؁ دار الغرب الإسلامي بيروت؁ الطبعة الأولى؁ 1996 م.

(46) سنن ابن ماجه؁ أبواب الفتن؁ باب حرمة دمر المؤمن وماله؁ 85/5؁ رقم الحديث 3932؁ دار الرسالة العالمية؁ الطبعة الأولى؁ 1430 هـ 2009 م.

(47) مشکاة المصابيح؁ كتاب الطهارة؁ باب آداب الخلاء؁ الفصل الأول؁ 109/1؁ رقم الحديث 334؁ المكتب الإسلامي بيروت؁ الطبعة الثالثة؁ 1985.

حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث شریف کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں: **أَيُّ جِهَةٍ مِنَ الْكُعْبَةِ تَعْظِيمًا لَهَا**۔⁽⁴⁸⁾ (مرقاۃ جلد اول ص ۲۸۳)

یعنی کعبہ شریف کی جانب منہ اور پیٹھ نہ کرنے کا حکم اس کی تعظیم کے لیے ہے۔

دیکھئے! پاخانہ کرنے والے کی نگاہ کے سامنے کعبہ شریف نہیں ہے اسے وہ دیکھ نہیں رہا ہے مگر پھر بھی اس پر لازم ہے کہ وہ کعبہ شریف کی تعظیم کرے نہ دیکھنے کے باوجود اگر وہ کعبہ شریف کی تعظیم نہیں کرے گا تو حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک وہ فعل حرام کا مرتکب ہوگا۔

(اشعۃ اللمعات جلد اول ص ۱۹۸)

اور بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَلَا يَبْصُقُ أَمَامَهُ۔⁽⁴⁹⁾ (مشکوٰۃ شریف ص ۶۶)

یعنی جب تم میں سے کوئی نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہو تو اپنے سامنے نہ تھو کے۔

حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ اس حکم کی علت بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: **تَخْصِصُ الْقِبْلَةِ لِتَعْظِيمِهَا**۔⁽⁵⁰⁾ (مرقاۃ جلد اول ص ۳۵۵)

یعنی قبلہ کی جانب تھوکنے سے اس کی تعظیم کے لیے منع کیا گیا ہے۔

معلوم ہوا کہ قبلہ اگر ہزاروں کلو میٹر دور ہو اور نگاہوں سے اوچھل ہو پھر بھی اس کی طرف نہ تھو کنا قبلہ کی تعظیم ہے۔

اور حدیث کی مشہور کتاب ابوداؤد شریف میں صحابی رسول حضرت سائب بن خلاد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ۔

إِنَّ رَجُلًا أَمَرَ قَوْمًا فَبَصَقُوا فِي الْقِبْلَةِ، وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ فَرَغَ: "لَا يُصَلِّي لَكُمْ". فَأَرَادَ بَعْدَ ذَلِكَ أَنْ يُصَلِّيَ لَهُمْ، فَمَنَعُوهُ وَأَخْبَرُوهُ بِقَوْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ ذَلِكَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: "نَعَمْ، وَحَسْبِيَ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّكَ أَذَيْتَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ".⁽⁵¹⁾ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۷)

یعنی ایک شخص آپ قوم کو نماز پڑھا رہا تھا تو اس نے قبلہ کی طرف تھوک دیا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دیکھ رہے تھے جب وہ نماز سے فارغ ہو گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی قوم سے فرمایا کہ آئندہ یہ شخص تم لوگوں کو نماز نہ پڑھائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ممانعت کے بعد اس نے نماز پڑھانی چاہی تو لوگوں نے روک دیا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم سے اس کو آگاہ کیا شخص مذکورہ نے یہ بات حضور سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ ہاں میں نے منع کیا ہے۔ رادی حدیث حضرت سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میرے خیال میں یہ بھی فرمایا کہ تو نے اللہ و رسول کو اذیت دی اور ان کو ستایا۔

"اس حدیث شریف سے بھی واضح ہوا کہ تعظیم کے لیے معظّم کا سامنے ہونا ضروری نہیں، کہ امام کی نگاہ کے سامنے کعبہ شریف نہیں تھا، پھر بھی اُس تعظیم ضروری تھی۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو شخص کعبہ شریف کی تعظیم نہ کرے اور کسی طرح سے اُس کی بے ادبی کرے تو اُسے امام نہ بنایا جائے، اور

(48) مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاة المصابیح، کتاب الطہارۃ، باب آداب الخلاء، 337/1، دار الفکر بیروت لبنان، الطبعة الأولى، 1422ھ۔ 2002م۔

(49) مشکاة المصابیح، کتاب الصلاة، باب المساجد ومواضع الصلاة، الفصل الأول، 222/1، رقم الحديث 710، المكتبة الإسلامية بيروت، الطبعة الثالثة، 1985۔

(50) مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاة المصابیح، کتاب الصلاة، باب المساجد ومواضع الصلاة، 600/2، دار الفکر بیروت لبنان، الطبعة الأولى، 1422ھ۔ 2002م۔

(51) سنن أبي داود، کتاب الصلاة، باب في كراهية البزاق في المسجد، 358/1، رقم الحديث 481، دار الرسالة العالمية، الطبعة الأولى، 1430ھ۔ 2009م۔

مشكاة المصابيح، کتاب الصلاة، باب المساجد ومواضع الصلاة، الفصل الثالث، 232/1، رقم الحديث 747، المكتبة الإسلامية بيروت، الطبعة الثالثة، 1985۔

اگر پہلے سے امام مقرر ہو تو اُسے معزول (دست بردار) کر دیا جائے۔ توجو شخص کعبہ کے کعبہ اور ساری کائنات کے آقا، جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم سے انکار کرنے کے ساتھ اُن کی توہین بھی کرے تو وہ بدرجہ اولیٰ امامت کے قابل نہیں، کہ وہ اور زیادہ اللہ و رسول جلّ جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ستاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا⁽⁵²⁾ (پ ۲۲ ص ۴)

ترجمہ: بے شک جو لوگ اللہ و رسول کو اذیت دیتے ہیں ان پر دنیا و آخرت میں اللہ کی لعنت ہے اور ان کے لیے اللہ نے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔
نسبت رسول کی تعظیم: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جن چیزوں کو نسبت و تعلق ہے ان کی بھی تعظیم کی جائے گی اس لیے کہ ان کی تعظیم حقیقت میں رسول کی تعظیم و تکریم ہے حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

مِنْ إِعْظَامِهِ وَإِكْرَامِهِ إِعْظَامُ جَمِيعِ أَشْبَابِهِ وَإِكْرَامُ مَشَاهِدِهِ وَأَمَّا كِنْدِهِ مِنْ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ، وَمَعَاهدِهِ وَمَا لَمَسَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ عُرِفَ بِهِ⁽⁵³⁾

یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر میں سے یہ بھی ہے کہ وہ تمام چیزیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت رکھتی ہیں، اُن کی تعظیم کی جائے۔ اور مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے جن مقامات کو آپ نے مُشَرَّف (باعزت و بابرکت) فرمایا اُن کا بھی ادب و احترام کیا جائے۔ اور جن جگہوں میں آپ نے قیام فرمایا، اور وہ ساری چیزیں کہ جن کو آپ کے دست مبارک نے چھوا یا وہ آپ کے کسی عضو (بدن کے حصے) سے مس ہوئیں، یا آپ کے نام سے پکاری جاتی ہوں، اُن سب کی تعظیم و تکریم کی جائے۔ اسی لیے صحابہ کرام، تابعین عظام اور علماء اسلام سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نسبت و تعلق رکھنے والی تمام چیزوں کی ہمیشہ تعظیم و تکریم کرتے رہے۔ ثبوت کے لیے چند واقعات درج ذیل ہیں:

۱۔ حضرت ابن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ بال مبارک ہیں جو ہمیں حضرت انس یا ان کے گھر والوں سے ملے ہیں تو حضرت عبیدہ نے فرمایا:

لَإِنْ تَكُونُ عِنْدِي شَعْرَةٌ مِنْهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا⁽⁵⁴⁾ (بخاری شریف جلد ۱ ص ۲۹)

یعنی میرے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بال ہونا میرے نزدیک دنیا و ما فیہا سے زیادہ محبوب ہے۔

۲۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ حضرت ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو مکہ شریف میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مؤذن تھے ان کے سر کے سامنے کے حصہ میں بالوں کا ایک جوڑا تھا جسے زمین پر بیٹھ کر جب وہ کھول دیتے تو بال زمین سے لگ جاتے کسی نے ان سے کہا ان بالوں کو آپ منڈوا کیوں نہیں دیتے تو انہوں نے فرمایا:

لَمْ أَكُنْ بِالدِّيِّ أَحْلَقَهَا، وَقَدْ مَسَّهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبِدْرِهِ⁽⁵⁵⁾ (شفاء شریف ج ۲ ص ۴۴)

یعنی میں ان بالوں کو نہیں منڈوا سکتا اس لیے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو اپنے دست مبارک سے چھوا ہے۔

س: حضرت عاصم احوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک پیالہ دیکھا جو عریض و عمدہ تھا اور نضار یعنی شمشاد کی لکڑی کا بنا ہوا تھا وہ ٹوٹ گیا تھا جسے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چاندی کے تار سے جوڑ رکھا تھا حضرت انس کا بیان ہے کہ میں نے اس پیالہ میں رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بارہا پانی پلایا ہے حضرت ابن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس میں لوہے کا ایک حلقہ تھا حضرت انس نے چاہا کہ لوہے کا حلقہ نکال دیں اور اس کی جگہ پر سونے یا چاندی کا حلقہ لگا دیں تو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

لَا تَعْبُرُونَ شَيْئًا صَنَعَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَرَكُوهُ ⁽⁵⁶⁾ (بخاری شریف ج ۲ ص ۸۴۲)

یعنی: جس کو رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بنایا ہے اس میں ہر گز کوئی تبدیلی مت کرو یہ سن کر انہوں نے ویسا ہی رہنے دیا۔

فائدہ: یہ پیالہ اہل اسلام کے نزدیک اتنا قابلِ تعظیم تھا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہا کی میراث سے آٹھ لاکھ درم میں خریدا گیا جس کی دور حاضرہ کے خرچ پر اربوں روپے قیمت بنتی ہے۔

انتباہ: پیالہ مبارک کو مہنگے داموں خریدنے کا مقصد نہ تو عجائب گھر رکھنے کے لیے تھا اور نہ ہی آثارِ قدیمہ کے تحفظ کے لیے بلکہ مقصد صرف اور صرف اتنا تھا کہ ایسے تبرک حاصل کرتا اور اس سے شفاء پائیں۔

قیامِ تعظیم نہ کرنے کی سزا: محبوبانِ خدا کی تعظیم نہ کرنا بے ادبی اور گستاخی ہے اور اس کی سزا وہی جو گستاخانِ نبوت و ولایت کی ہے تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف "گستاخوں کا سرانجام" اور بے ادب بے نصیب یہاں چند واقعات پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

فرشتے کو سزا: حدیث شریف میں ہے کہ ایک دن جبرائیل امین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: میں نے آسمانوں پر ایک فرشتہ دیکھا جو تخت نشین (عرش پر بیٹھا ہوا) تھا اور ستر ہزار فرشتے صف بستہ (صف آرا) اُس کی خدمت میں حاضر تھے۔ اُس کے ہر سانس سے اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے۔ ابھی ابھی میں نے اُسے شکستہ پیروں (ٹوٹے ہوئے پاؤں) کے ساتھ کوہِ قاف میں روتے ہوئے دیکھا ہے۔ جب اُس نے مجھے دیکھا تو کہا: تم اللہ تعالیٰ کے حضور میری سفارش کرو۔ میں نے پوچھا: تیرا جرم کیا ہے؟ اُس نے کہا: معراج کی رات جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری گزری تو میں تخت پر بیٹھا رہا، تعظیم کے لیے کھڑا نہیں ہوا، اس لیے اللہ تعالیٰ نے مجھے اُس جگہ اُس عذاب میں مبتلا کر دیا ہے۔ جبرائیل امین نے کہا: میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رورو کر اُس کی سفارش کی۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا: "تم اس سے کہو یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے"

چنانچہ اس فرشتہ نے آپ پر درود بھیجا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی اس لغزش کو معاف کر دیا اور اس کے نئے پر بھی پیدا فرما دیئے۔

(مکاشفۃ القلوب امام غزالی)

سوال: ملائکہ غیر مکلف ہیں انہیں سزا کیسی؟

جواب: ساداتِ انبیاء علیہم السلام کا اعزاز و اکرام مکلف (شرعی حکم کا پابند) اور غیر مکلف (جو ابھی مکلف نہ ہو) پر فرض ہے۔ اور کبھی غیر مکلف کو سزا دی جاتی ہے۔ مثلاً: ہم عالمِ ارواح میں غیر مکلف تھے، اور سزا دی جاتی ہے ہمیں۔ لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب حج کا اعلان فرمایا، جس نے اُن کی آواز کے اعزاز پر جتنی بار البیک 'پکارا، وہ اتنی بار حج کی سعادت سے نوازا گیا۔ اور جو جواب نہ دیا، وہ محروم رہا خواہ وہ دنیا میں آکر کتنا ہی سعید (خوش بخت) و رشید (ہدایت یافتہ) ہو۔ ہاروت و ماروت کو سزا ملی، اگر وہ روایت صحیح ہو جس میں انہیں دنیوی عذاب میں مبتلا کیا گیا ہے۔

جانور اور پرندے: حیوانات اور چرند و پرند غیر مکلف (یعنی شرعی حکم کے پابند نہیں) ہیں، لیکن نبوت اور ولایت (یعنی بیٹے یا اولاد ہونے) کے ادب سے، اور بے ادبی پر سزا و جزا ہے۔ گرگٹ باحال کیوں لکھا رہا ہے؟ محض بے ادبی اور گستاخی کی وجہ سے۔ اہل ناقہ (یعنی اونٹنی) شق (یعنی ٹکڑے ٹکڑے) کیوں ہوئی؟ محض ادب کی وجہ سے۔

بلکہ یہ قاعدہ جمادات (یعنی بے جان چیزوں) وغیرہ تک چلتا ہے۔ مثلاً: جبل اُمد کیوں بازی لے گیا؟ محض ادب کی برکت سے۔ اور اُس کے بالمقابل جبل غیر کیوں منصوب (یعنی گرایا گیا، ذلیل ٹھہرایا گیا) ہوا؟ محض بے ادبی کی وجہ سے۔

بادِ صبا (یعنی خوشگوار و بابرکت ہوا) کیوں بابرکت ہے؟ محض ادب کی وجہ۔ اور بادِ سموم (یعنی مغربی جانب والی سخت گرم ہوا) کیوں مٹھوس ہوئی؟ محض بے ادبی اور گستاخی کی وجہ سے۔ ان واقعات کے علاوہ بے شمار واقعات و دلائل پڑھیے فقیر کی دو کتابیں "با ادب بانصیب اور بے ادب بے نصیب"۔

ادب و تعظیم کی حد ہو گئی: تعظیم دراصل عشق و محبت کی وجہ سے ہوتا ہے یہ دولت جتنا ہی زیادہ ہوگی اتنا ہی ادب نصیب ہوگا حضرت اسماعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ ایاز کا لڑکا اس کا نام محمد تھا وہ سلطان محمود غزنوی کی خدمت کے لیے رہا کرتا تھا ایک دن سلطان نے حکم دیا کہ ایاز کے لڑکے کو کہو کہ طہارت خانے میں پانی رکھے بادشاہ کو وضو کرانے کے بعد ایاز نے عرض کیا غلام زادہ سے کیا غلطی ہو گئی کہ آج حضور نے اس کا نام نہیں لیا سلطان نے فرمایا اس سے کوئی نہیں کوئی غلطی نہیں ہوئی وجہ یہ ہے کہ میں با وضو نہیں تھا اور اس کا نام میری زبان پر جاری ہو۔⁽⁵⁷⁾

(تفسیر روح البیان ج ۷، ص ۱۵۸ صلوة و سلام)

بنوز نام تو بردن ادب نہی دانم

ہزار بار بشوئم دہن بمشک و گلاب

مذکورہ بالا تمام واقعات سے یہ بات اچھی طرح واضح ہو گئی کہ صحابہ، تابعین اور دیگر بزرگانِ دین وغیرہ ان تمام چیزوں کی ہمیشہ تعظیم کرتے رہے جن کو سرکارِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے تھوڑی بھی نسبت (تعلق یا رشتہ) حاصل رہی۔

اس لیے کہ تعظیم کے معنی ہیں: قول (بات یا کام) یا فعل (عمل) سے کسی کی بڑائی ظاہر کرنا۔ توہر چھوٹا، جو واقعی اپنے کو چھوٹا سمجھتا ہے، وہ اپنے بڑے کی تعظیم کرتا ہے اور ہر لحاظ سے اس کی بڑائی ظاہر کرتا ہے۔ شاگرد اپنے استاد کی، مرید اپنے پیر کی، اولاد اپنے باپ دادا کی، اور نوکر اپنے مالک کی؛ یہاں تک کہ چھوٹا بھائی اپنے بڑے بھائی کی تعظیم کرتا ہے۔

معلولاتِ ائمہ کرام علماء عظام: ائمہ کرام و علمائے اسلام حدیث شریف کی بہت تعظیم کیا تنظیم کیا کرتے تھے حضرت امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام سرفہرست ہے حضرت محمد بن یوسف فربری علیہ الرحمہ والرضوان کہتے ہیں کہ حضرت امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

مَا وَصَّعْتُ فِي كِتَابِ الصَّحِيحِ حَدِيثًا إِلَّا اغْتَسَلْتُ قَبْلَ ذَلِكَ وَصَلَّيْتُ رَكَعَتَيْنِ⁽⁵⁸⁾ (مقدمہ فتح الباری ص ۵)

یعنی بخاری شریف میں ہر حدیث کو لکھنے سے پہلے میں نے غسل کیا اور دو رکعت نماز پڑھی۔

(57) روح البیان، تفسیر سورۃ الأحزاب، تحت الآیۃ 40، 185/7، دار الفکر بیروت.

(58) فتح الباری بشرح صحیح البخاری، المقدمة، ذکر فضائل الجامع الصحیح سوی ما تقدم الخ، 489/1، المكتبة السلفية مصر، الطبعة الأولى، 1380 1390 هـ.

فائدہ: معلوم ہوا کہ حضرت امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کی عظمت و بزرگی اور جن کا علم ساری دنیا کو مسلم ہے کہ ان کو چھ لاکھ حدیثیں زبانی یاد تھیں انہوں نے حدیث شریف کی اس طرح تعظیم کی ہر حدیث لکھنے سے پہلے غسل فرما کر دو رکعت نماز پڑھی اس لیے کہ حدیث شریف کی تعظیم حقیقت میں سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہے۔

ازالہ وہم: عام طور پر جو کہا جاتا ہے کہ قرآن و حدیث میں قیامِ تعظیمی کا حکم کہاں ہے امام بخاری کے عمل سے مخالفین کا یہ اعتراض دفع ہو گیا اس لیے کہ اللہ و رسول جل جلالہ و صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم نے کہیں حکم نہیں فرمایا ہے کہ حدیث شریف لکھنے سے پہلے غسل کر کے دو رکعت نماز پڑھا کر دیگر اس کے باوجود امام بخاری تعظیم رسول میں ایسا کیا کرتے تھے جس سے ثابت ہوا کہ ہر قسم کی تعظیم کے لیے الگ الگ خدا و رسول کا حکم ضروری نہیں بلکہ ہر وہ طریقہ کہ جن سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بڑائی ظاہر ہو ان تمام طریقوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم جائز و مستحسن ہے۔

۲۔ حضرت ابو مصعب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

كَانَ مَا لَكَ بِنِ اَنَسٍ لَا يُحَدِّثُ بِحَدِيثِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا وَهُوَ عَلَى وَضوءٍ اَجْلًا لَهُ۔⁽⁵⁹⁾

یعنی حضرت مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم کی خاطر بغیر وضو کے بیان نہیں فرماتے۔ (شفاف شریف ج ۲ ص ۳۵)

۳۔ حضرت مطرف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جب لوگ کچھ پوچھنے کے لیے آتے تو خادمہ آپ کے دولت خانہ سے نکل کر دریافت کیا کرتی کہ حدیث شریف، پوچھنے کے لیے آئے ہو یا فقہی مسئلہ؟ اگر وہ کہتے کہ مسئلہ دریافت کرنے کے لئے آئے ہیں تو امام موصوف فوراً باہر تشریف لے آئے۔

اور اگر وہ کہتے کہ حدیث شریف کے لیے آئے ہیں تو حضرت امام غسل فرما کر خوشبو لگاتے پھر لباس بدل کر نکلتے آپ کے لئے تخت بچھایا جاتا جس پر آپ وقار کے ساتھ بیٹھ کر حدیث شریف بیان فرماتے اور شروع مجلس سے آخر تک خوشبو سلگائی جاتی اور وہ تخت صرف حدیث شریف روایت کرنے کے لیے مخصوص کیا گیا تھا جب امام موصوف سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا:

أُحِبُّ أَنْ أُعْظِمَ حَدِيثَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔⁽⁶⁰⁾ (شفاف شریف ج ۲ ص ۳۶)

یعنی میں چاہتا ہوں کہ اس طرح رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث شریف کی تعظیم کروں۔

۴۔ ابن مہدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک روز حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ عقیق کی طرف جا رہا تھا میں نے راستے میں ان سے ایک حدیث کے متعلق پوچھا تو انہوں نے مجھ کو جھڑک دیا اور فرمایا کہ مجھے تم سے امید نہیں تھی کہ راستہ چلتے ہوئے تم مجھ سے حدیث شریف کے بارے میں سوال کرو گے۔⁽⁶¹⁾ (شفاف شریف ج ۲ ص ۳۶)

(59) الشفا بتعريف حقوق المصطفى مع حاشية الشمني، القسم الثاني، الباب الثالث، فصل في سيرة السلف في تعظيم رواية حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم وسنته، 44/2، دار الكتب العلمية بيروت لبنان، 1399 هـ - 1979 م.

(60) الشفا بتعريف حقوق المصطفى مع حاشية الشمني، القسم الثاني، الباب الثالث، فصل في سيرة السلف في تعظيم رواية حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم وسنته، 45/2، دار الكتب العلمية بيروت لبنان، 1399 هـ - 1979 م.

(61) الشفا بتعريف حقوق المصطفى مع حاشية الشمني، القسم الثاني، الباب الثالث، فصل في سيرة السلف في تعظيم رواية حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم وسنته، 46/2، دار الكتب العلمية بيروت لبنان، 1399 هـ - 1979 م.

۵۔ قاضی جریر بن عبد الحمید نے حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کھڑے ہونے کی حالت میں ایک حدیث کی بابت پوچھا تو امام موصوف نے ان کے لیے قید کا حکم فرمایا جب حضرت امام سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو انہوں نے فرمایا: **الْقَاضِي أَحَقُّ مِنَ الْأَدَبِ** ⁽⁶²⁾ (شفاف شریف ج ۲ ص ۳۶) یعنی قاضی تعظیم سکھائے جانے کا زیادہ مستحق ہے۔

۶۔ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے تھے کہ اسی حالت میں ہشام بن غازی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان سے ایک حدیث شریف پوچھی تو آپ نے ہشام کو بیس کوڑے مارے پھر ترس آیا تو بیس حدیثیں روایت کیں ہشام نے کہا: **وَدَدْتُ لَوْ زَادَنِي سِبَاكًا وَيَزِيدُنِي حَدِيثًا** ⁽⁶³⁾ (شفاف شریف ج ۲ ص ۳۷) یعنی اے کاش! وہ اور کوڑے مارتے اور زیادہ حدیثیں بیان فرماتے۔

۷۔ حضرت عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر تھا آپ حدیثیں بیان فرما رہے تھے کہ اسی اثناء میں ایک بچھونے آپکو سولہ ڈنگ مارا جس سے ان کا رنگ بدل کر پیلا ہو رہا تھا مگر انہوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث شریف کو بیان کرنا بند نہ کیا جب آپ روایت حدیث سے فارغ ہو گئے اور لوگ چلے گئے تو میں نے عرض کیا آج آپ کے اندر میں نے ایک عجیب بات دیکھی ہے حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: **إِنَّمَا صَبَرْتُ إِجْلًا لِأَحَدِيْثِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ** ⁽⁶⁴⁾ (شفاف شریف ج ۲ ص ۳۵) یعنی میں نے رسول خدا ﷺ کی حدیث شریف کی تعظیم میں صبر کیا۔

۸۔ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا آپ اس وقت لیٹے ہوئے تھے اس نے آپ سے ایک حدیث کے متعلق دریافت کیا تو آپ اٹھ کر بیٹھ گئے اور حدیث شریف بیان کی اس شخص نے کہا میں چاہتا تھا کہ آپ اٹھنے کی تکلیف نہ فرماتے انہوں نے فرمایا: **إِنِّي كَرِهْتُ أَنْ أَحَدَّثَكَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا مُضْطَجِعٌ** ⁽⁶⁵⁾ (شفاف شریف ج ۲ ص ۳۵) یعنی میں پسند نہیں کرتا کہ میں لیٹے ہوئے رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث شریف بیان کروں

سَيِّدُ التَّالِعِينَ (تالیعین کے سردار) حضرت سعید بن المسیب اور حضرت امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہم، جو اجلہ (بزرگ اور ممتاز) تالیعین میں ہیں، ان حضرات نے بھی اپنے قول و فعل سے ثابت کر دیا کہ حدیث شریف کی تعظیم (عزت و احترام) ہو یا اس کے علاوہ کوئی دوسرا کام کہ جس سے رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت و بزرگی ظاہر ہو، سب بلاشبہ جائز و مستحسن (پسندیدہ و قابلِ تعریف) ہے، اگرچہ قرآن و حدیث میں اس کی تعظیم کا بالتصریح (صاف اور کھلے لفظوں میں) حکم نہ ہو۔ اس لیے کہ خداوندِ قدوس کا ارشادِ عام ہے: **وَتُعْزِّرُوْهُ وَتُقْوِّرُوْهُ** (ترجمہ: اور تم ان کی مدد کرو اور ان کی تعظیم کرو) یہ تعظیم کی تمام قسموں کو شامل ہے۔

(62) الشفا بتعريف حقوق المصطفى مع حاشية الشمني، القسم الثاني، الباب الثالث، فصل في سيرة السلف في تعظيم رواية حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم وسنته، 46/2، دار الكتب العلمية بيروت لبنان، 1399 هـ 1979 م.

(63) الشفا بتعريف حقوق المصطفى مع حاشية الشمني، القسم الثاني، الباب الثالث، فصل في سيرة السلف في تعظيم رواية حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم وسنته، 46/2، دار الكتب العلمية بيروت لبنان، 1399 هـ 1979 م.

(64) الشفا بتعريف حقوق المصطفى مع حاشية الشمني، القسم الثاني، الباب الثالث، فصل في سيرة السلف في تعظيم رواية حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم وسنته، 46/2، دار الكتب العلمية بيروت لبنان، 1399 هـ 1979 م.

(65) الشفا بتعريف حقوق المصطفى مع حاشية الشمني، القسم الثاني، الباب الثالث، فصل في سيرة السلف في تعظيم رواية حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم وسنته، 44/2، دار الكتب العلمية بيروت لبنان، 1399 هـ 1979 م.

خلاصہ یہ کہ جس دلیل سے امام بخاری سعید بن المسیب اور حضرت امام مالک وغیرہ کو حدیث کے احترام سے حضور کی تعظیم کرنا جائز ہو اسی دلیل سے کھڑے ہو کر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرنا جائز ہے۔

سوال: صحابہ کرام نے قیام تعظیمی نہیں کیا آپ کیوں کرتے ہیں کیا آپ صحابہ سے محبت میں بڑھ کر ہیں جب انتہائی محبت کے باوجود صحابہ نے ایسا نہیں کیا تو دوسروں کو ایسی تعظیم کرنا کیسے جائز ہو سکتا ہے؟

جواب: خداوند قدّوس نے **وَتَعَزَّزُوا وَتُوقِرُوا** سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم کا حکم فرمایا ہے۔ تو مسلمان کا جذبہ دل جس طرح بھی رہبری کرے، ہر طریقے سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم جائز ہے۔ صحابہ کرام سے نہ کرنے سے کوئی فعل ناجائز نہیں ہو جائے گا، اس کے ناجائز ہونے کی دلیل ہر گز نہیں۔ اسی لیے صحابہ نے جو کام نہیں کیے، ایسے بے شمار کام مسلمان روزانہ کرتے رہتے ہیں۔

حضرت علامہ قسطلانی شارح بخاری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

أَفْعَلُ يَدُلُّ عَلَى الْجَوَازِ وَعَدَمُ أَلْفَعْلٍ لَا يَدُلُّ عَلَى الْمَنْعِ (66) (مواہب لدنیۃ بحوالہ اقامۃ القیامۃ)

یعنی کرنے سے جائز ہونا سمجھا جاتا ہے اور نہ کرنے سے ممانعت نہیں سمجھی جاتی ہے۔

اور حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

نکردن چیزی دیگرست و منع فرمودن چیز دیگر (67) ملخصاً (تحفہ اثنا عشریہ)

یعنی نہ کرنا دوسری چیز ہے اور منع فرمانا دوسری چیز ہے۔

لہذا صحابہ کرام کے نہ کرنے سے قیام تعظیم (کھڑے ہو کر احترام کرنا) کو شرک، حرام اور ناجائز ٹھہرانا ہی غلطی ہے۔ بعض صحابہ نے حدیثیں لکھیں، مگر انہوں نے امام بخاری کی طرح ہر حدیث لکھنے سے پہلے نہ غسل کیا اور نہ دو رکعت نماز پڑھی۔ اور اسی طرح صحابہ کرام چلتے پھرتے، اُٹھتے بیٹھتے، ہر حال میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیثیں ایک دوسرے سے بیان کرتے تھے۔ یعنی حضرت امام مالک کی طرح ایک دوسرے سے حدیث بیان کرنے کے لیے صحابہ غسل نہیں کرتے تھے، کپڑوں میں عطر نہیں لگاتے تھے اور نہ اس کے لیے خوشبو سلگاتے تھے۔ تو کیا صحابہ کے اس طرح نہ کرنے سے حضرت امام بخاری اور حضرت امام مالک کا حدیث شریف کی تعظیم کرنا حرام و ناجائز ہو جائے گا اور یہ لوگ گنہگار قرار دیئے جائیں گے؟ نہیں، ہر گز نہیں! بلکہ وہ بلاشبہ جائز و مستحسن (پسندیدہ) ہی رہے گا۔

تو اسی طرح صحابہ کا تعظیمی قیام نہ کرنے کے باوجود لوگوں کا کھڑے ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرنا جائز ہی رہے گا شرک و کفر یا حرام و ناجائز نہیں ہو جائے گا۔

سوال: حدیث شریف میں کسی کی تعظیم کے لیے کھڑے ہونے کو منع کیا گیا ہے جیسا کہ حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: **لَا تَقُومُوا كَمَا يَقُومُ الْأَعَاجِمُ يُعْظَمُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا** (68) (مشکوٰۃ شریف ص ۴۰۳)

(66) الواہب الدنیۃ بالمنح المحمدیۃ، المقصد الثامن، الفصل الأول، النوع الثانی، ذکر طہ صلی اللہ علیہ وسلم بقطع العروق والکی، المكتبة التوفیقیۃ، القاهرة مصر.

(67) تحفہ اثنا عشریہ، باب دہم در مطاعن خلفائے ثلاثہ، طعن ہفتم، صفحہ نمبر 269، سہیل اکیڈمی لاہور۔

(68) مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الآداب، باب القیام، الفصل الثانی، 1332/3، رقم الحدیث 4700، المكتبة الإسلامی بیروت، الطبعة الثالثة، 1985.

یعنی تم لوگ نہ کھڑے ہو جیسے عجمی لوگ ایک دوسرے کی کھڑے ہو کر تعظیم کرتے ہیں۔

مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَتَمَثَّلَ لَهُ الرَّجُلُ جَالٍ قِيَامًا فَلْيَتَّبِعْهُ مَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ (مشکوٰۃ شریف ص ۴۰۳) (69)

یعنی جس کو پسند ہو کہ لوگ تعظیم کے لیے اس کے سامنے کھڑے رہیں وہ اپنی جگہ دوزخ میں ڈھونڈے۔

سوال: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ **كَانُوا إِذَا رَأَوْهُ لَمْ يَقُومُوا إِلَّا يَعْلمُونَ مِنْ كَرَاهِيَّتِهِ لَذَلِكَ** (مشکوٰۃ شریف ص ۴۰۳) (70)

صحابہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھتے تو کھڑے نہیں ہوتے تھے اس لیے کہ وہ جانتے تھے حضور کو یہ ناپسند ہے۔

فائدہ: ان احادیث کریمہ سے معلوم ہوا کہ تعظیم کے لیے کھڑا ہونا جائز نہیں؟

جواب: یہ ہے کہ ہر صورت میں کھڑے ہونے کو حدیث شریف میں منع کیا گیا ہے بلکہ صرف اس حالت میں منع کیا گیا ہے جب کوئی شخص چاہے کہ

لوگ اس کے لیے قیام کریں یا وہ بیٹھا رہے اور پسند کرے کہ لوگ اس کے سامنے کھڑے رہیں اس لیے کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آنے

پر خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی قوم سے فرمایا: **"قُومُوا إِلَى سَيِّدِكُمْ"** (71) یعنی اپنے سردار کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔

چنانچہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

قیام مکروہ بعینہ نیست بلکہ مکروہ محبت قیام است از کیکر قیام کردہ شدہ است برائے وے اگر دے محبت قیام نہ دارد قیام برائے دے کردہ نبود قاضی عیاض مالکی گفتہ کہ قیام نہی عنہ در حق کے مت کہ نشستہ باشد و ایستادہ باشند پیش

دے مردم تا نشستن دے (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۲۸) (72)

یعنی کھڑا ہونا مکروہ نہیں بلکہ کھڑا ہونے کو چاہنا مکروہ ہے اگر کوئی شخص کھڑا ہونے کو نہ چاہتا ہو تو اس کے لیے کھڑا ہونا مکروہ قیام نہیں حضرت قاضی عیاض نے

فرمایا کہ کھڑا ہونا اس شخص کیلئے منع ہے جو کہ خود تو بیٹھا ہو اور لوگ اس کے سامنے بیٹھے رہنے تک کھڑے رہیں۔

حضرت امام نووی علیہ الرحمۃ والرضوان حدیث شریف **قُومُوا إِلَى سَيِّدِكُمْ** کے تحت تحریر فرماتے ہیں:

فِيهِ إِكْرَامُ أَهْلِ الْفَضْلِ وَتَلَقِّيهِمْ بِالْقِيَامِ لَهُمْ إِذَا أَقْبَلُوا هَكَذَا أُحْتَجَّ بِهِ جَبَاهِيرُ الْعُلَمَاءِ لَا سِتْحَابَ الْقِيَامِ قَالَ الْقَاضِي وَلَيْسَ هَذَا مِنَ الْقِيَامِ الْمُنْهِي عَنْهُ وَإِنَّمَا ذَلِكَ فِي مَنْ يَقُومُونَ عَلَيْهِ وَهُوَ جَالِسٌ وَيُسْتَلُونَ قِيَامًا طَوَّلَ جُلُوسِهِ قُلْتُ الْقِيَامُ لِلْقَادِمِ مِنْ أَهْلِ الْفَضْلِ مُسْتَحَبٌّ وَقَدْ جَاءَ فِيهِ أَحَادِيثٌ وَلَمْ يَصِحَّ فِي النَّهْيِ عَنْهُ شَيْءٌ صَرِيحٌ (73)

یعنی اس حدیث شریف سے بزرگوں کی تعظیم اور ان کے آنے پر کھڑے ہو کر ان سے ملنا ثابت ہے، اور قیام تعظیمی (کھڑے ہو کر عزت کرنا) کے مستحب ہونے پر

جمہور علماء نے اس سے دلیل پکڑی ہے۔ حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ قیام، منع قیاموں (یعنی قیام کی وہ صورتیں جو مکروہ یا ناجائز ہیں) میں سے نہیں

ہے۔ منع، اس شخص کے بارے میں ہے کہ جس کے پاس لوگ کھڑے ہوں اور وہ بیٹھا ہو، اور لوگ اس کے بیٹھے رہنے تک کھڑے رہیں۔ حضرت امام نووی

(69) مشکاة البصایح، کتاب الآداب، باب القیام، الفصل الثانی، 1332/3، رقم الحدیث 4699، المکتب الاسلامی بیروت، الطبعة الثالثة، 1985.

(70) مشکاة البصایح، کتاب الآداب، باب القیام، الفصل الثانی، 1331/3، رقم الحدیث 5698، المکتب الاسلامی بیروت، الطبعة الثالثة، 1985.

(71) صحیح البخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب إذا نزل العدو علی حکم رجل، 1107/3، رقم الحدیث 2878، دار ابن کثیر دمشق، الطبعة الخامسة، 1414ھ - 1993 م.

(72) اشعۃ اللمعات، 28/4، منشی نول کشور.

(73) المنہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج، کتاب الجہاد والسیر، باب جواز قتال من نقض العهد إلخ، 93/12، دار إحياء التراث العربی بیروت، الطبعة الثانية، 1392.

رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں کہتا ہوں کہ بزرگوں کی آمد پر کھڑا ہونا مستحب ہے، اور اس کے بارے میں حدیثیں ہیں، لیکن ممانعت میں صراحتاً کوئی حدیث نہیں آئی۔ (مسلم شریف مع نووی ج ۲، ص ۹۵)

حدیث شریف میں ہے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ توبہ قبول ہونے کے بعد جب میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا،

فَقَامَ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدٍ اللَّهُ يَهْرُولُ حَتَّى صَافَحَنِي وَهَنَّا نِي (74)

یعنی تو حضرت طلحہ بن عبید اللہ کھڑے ہو گئے اور دوڑ کر آئے مجھ سے مصافحہ کیا اور مبارکباد دی۔

اس حدیث کے تحت حضرت امام نووی علیہ الرحمہ الرضوان تحریر فرماتے ہیں:

فِيهِ اسْتِحْبَابُ مُصَافَحَةِ الْقَادِمِ وَالْقِيَامُ لَهُ إِكْرَامًا وَالْهَرُّ وَلَهُ إِلَى لِقَائِهِ (75) (مسلم شریف مع نووی ج ۲، ص ۲۶۲)

یعنی اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ آنے والے سے مصافحہ کرنا اس کی تنظیم کے لیے کھڑا ہونا اور دوڑ کر اس سے ملنا مستحب ہے۔

جواب: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث جو مخالفان پیش کر مخالفین پیش کرتے ہیں اس کے تحت حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

ازیں جا معلوم می شود کہ مکروه و منہی عنہ دوست داشتن برپا ایستادن مردم بخدمت بطرقی تعظیم و تکبر و انچه بریں

وجه نبود مکروه نباشد (76) (اشعۃ اللمعات، ج ۴، ص ۲۹)

یعنی اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ تعظیم و تکبر کے طریقے خدمت میں لوگوں کے کھڑے ہونے کو چاہنا مکروه و منع ہے اور جو اس طریقے پر نہ ہو مکروه نہیں۔

اسی لیے فقہائے کرام نے قیام تعظیمی کے جواز کی تصریح فرمائی۔ شیخ علاء الدین محمد بن علی حصکفی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

يَجُوزُ بَلْ يُنْدَبُ الْقِيَامُ تَعْظِيمًا لِلْقَادِمِ كَمَا يَجُوزُ الْقِيَامُ وَلَوْ لِلْقَارِي بَيْنَ يَدَيْ الْعَالِمِ (77) (در مختار مع ثامی، ج ۵، ص ۲۴۶)

یعنی آنے والے کی تعظیم کو کھڑا ہونا جائز بلکہ مستحب ہے جیسا کہ قرآن پڑھنے والے کو عالم کے سامنے کھڑا ہونا جائز ہے۔

اور اسی کے تحت حضرت علامہ ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

قِيَامُ قَارِي الْقُرْآنِ لِمَنْ يَجِيءُ تَعْظِيمًا لَا يُكْرَهُ إِذَا كَانَ مِمَّنْ يَسْتَحِقُّ التَّعْظِيمَ (78) (رد المحتار، ج ۴، ص ۲۴۶)

یعنی قرآن پڑھنے والے کا آنے والے کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا مکروه نہیں جب کہ وہ تعظیم کے لائق ہو۔

اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

(74) صحيح مسلم، كتاب التوبة، باب حديث توبة كعب بن مالك وصاحبيه، 2126/4، رقم الحديث 2769، مطبعة عيسى البابي الحلبي وشركاه القاهرة، 1374 هـ - 1955 م.

(75) المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، كتاب التوبة، باب حديث توبة كعب بن مالك وصاحبيه، 96/17، دار إحياء التراث العربي بيروت، الطبعة الثانية، 1392.

(76) اشعة اللمعات، 29/4، منشي نول کشور.

(77) الدر المختار شرح تنوير الأبصار وجامع البحار، كتاب الحظر والإباحة، باب الاستبراء وغيره، رقم الصفحة 659، دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى، 1423 هـ - 2002 م.

(78) رد المحتار على الدر المختار، كتاب الحظر والإباحة، باب الاستبراء وغيره، 384/6، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده بصير، الطبعة الثانية، 1386 هـ - 1966 م.

در مطالب المومنین از قنیه نقل کرده کہ مکروه نیست قیام جابس از برائے کیے کہ درآمدہ است بروئے بجهت تعظیم (79)

(اشعة المعات، ج ۲، ص ۲۸)

یعنی مطالب المومنین میں قنیه سے نقل کیا کہ بیٹھے ہوئے آدمی کا کسی آنے والے کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا مکروه نہیں۔

قرآن کی تعظیم: حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کے تعظیمی امور اکثر بدعات ہیں لیکن مستحسنہ ان کا قرون اولیٰ میں کوئی ثبوت نہیں اس سے معلوم ہوا کہ اسلامی قاعدہ پر اگر کسی مسئلہ میں قرون اولیٰ کی مثال نہ بھی ملے تو بھی وہ فعل حرام یا بدعت نہیں ہوگا بلکہ مستحسن ہے۔ (ملخصاً)

قرآن مجید کیلئے قیام تعظیمی: قرآن مجید کی تعظیم کا قیام مستحب ہے امام سیوطی رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ

وَيُسْتَحَبُّ لِلْفَضَلَاءِ مِنَ الْعُلَمَاءِ، وَيُسْتَحَبُّ أَنْ يَقُومَ أَقْدَمَ بِهِ عَلَيْهِ لِأَنَّ الْقِيَامَ مُسْتَحَبٌّ لِلْفَضَلَاءِ مِنَ الْعُلَمَاءِ وَالْأَخْيَارِ
فَالْمُصْحَفُ أَوَّلَى وَقَدْ قَرَأْتُ دَلِيلَ اسْتِحْبَابِ الْقِيَامِ إِلَى الْجُزْءِ الَّذِي جَمَعْتُ فِيهِ (80) (اتقان، ج ۲، ص ۱۷۲)

(اور علماء فضلاء (بزرگ اور برگزیدہ علماء) کے لیے کھڑا ہونا مستحب ہے، اور یہ بھی مستحب ہے کہ ان کے آنے پر ان کے سامنے کھڑا ہوا جائے۔ اس لیے کہ قیام (کھڑا ہونا) فضلاء علماء اور نیک لوگوں کے لیے مستحب ہے، تو پھر قرآن مجید (مصحف) کے لیے کھڑا ہونا بدرجہ اولیٰ مستحب ہے۔ اور میں نے قیام کے استنباب (یعنی مستحب ہونے) کے دلائل اس رسالے / کتاب میں ذکر کیے ہیں جسے میں نے اس موضوع پر جمع کیا ہے۔) اس کی علت امام سیوطی رحمۃ اللہ نے یوں بتائی کہ،

مَا فِيهِ مِنَ التَّعْظِيمِ وَعَدَمِ التَّهَؤُنِ بِهِ. (81) (جیسا کہ اس (عمل) میں تعظیم (احترام بجالانا) اور اس کے ساتھ بے توجہی و تساہل نہ کرنا پایا جاتا ہے۔) (اتقان، ج ۲، ص ۱۷۲)

توافق با اقتدائے سلف صالحین: امام سیوطی قدس سرہ کے رسالہ قیام تعظیمی کا حوالہ "اتقان" میں دیکھ کر فقیر نے سجدہ شکر کیا کہ الحمد للہ فقیر کو اپنے اسلاف صالحین کی اقتداء نصیب ہوئی تا حال فقیر کو امام سیوطی قدس سرہ کے رسالہ مبارک کی زیارت کا شرف نصیب نہیں ہوا لیکن خوشی یوں ہوئی کہ اس حوالہ سے پہلے از خود فقیر نے رسالہ ہذا لکھا اس سے فقیر کو اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے پر یہ شعر نجات کی امید دلا رہا ہے۔

أَحِبُّ الصَّالِحِينَ وَكَسْتُ مِنْهُمْ..... لَعَلَّ اللَّهَ يُزِقُنِي صَلاحًا

یعنی مجھے اللہ والوں سے پیار ہے اگرچہ میں ان میں سے نہیں لیکن امید ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بہتری بخشے گا۔

هَذَا آخِرُ مَا رَقَمَ قَلَمُ

الْفَقِيرِ الْقَادِرِي إِلَى الْعَالِمِ مُحَمَّدٍ فِيضُ أَحْمَدُ أَوْيسِي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

۲۲ ج ۲۰۹ ھ بہاول پور پاکستان

فَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى حَبِيبِهِ الْكَرِيمِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ

(79) اشعة المعات، 28/4، منشی نول کشور.

(80) التبيين في آداب حبة القرآن، الباب التاسع في كتابة القرآن وإكرام المصحف، فصل أجمع المسلمون على وجوب صيانة المصحف واحترامه، رقم الصفحة 191، دار ابن حزم للطباعة والنشر والتوزيع بيروت لبنان، الطبعة الثالثة، 1414 هـ 1994 م.

(81) الإتيان في علوم القرآن، النوع السادس والسبعون في مرسوم الخط وآداب كتابته، 188/4، الهيئة المصرية العامة للكتاب، 1394 هـ/1974 م.